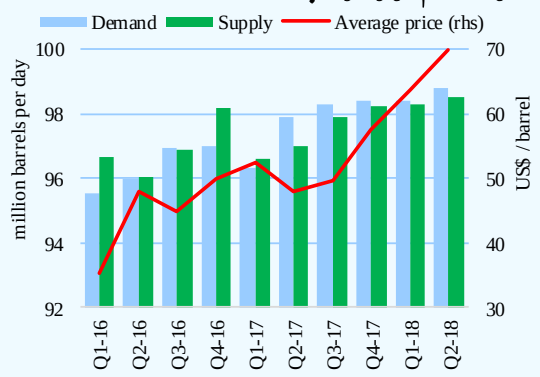
6 بیرونی شعبہ

6.1 عالمی اقتصادی جائزہ

عالمی کرنسی اور اجناسی منڈیوں کے حالات نے مالی سال 18ء کے دوران عالمی معیشت میں غیر یقینی صورت حال کو بڑھادیا۔ تجارتی تحفظ پسندی، علاقائی کشمکش، اور اقتصادی تنظیمیں جنھیں پہلے مستحکم سمجھا جارہا تھا، جیسے یورپی یونین اور خلیج تعاون کونسل، میں انحطاط نے معاشی مبادیات کو اس راستے کی جانب بڑھادیا جس سے خام تیل کی قیمتوں کی تغیر پذیری میں اضافہ ہوا اور کرنسیوں کی ایک وسیع رینج کے مقابلے میں ڈالر کو استحکام حاصل ہوا۔ ساتھ ہی کئی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معیشتوں کی نمو میں نئی زندگی دکھائی دی۔ اگرچہ ترقی یافتہ ممالک میں نمو ایک خوش آئند پیش رفت ہے تاہم تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ اور امریکی ڈالر معاشی استحکام کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں، بالخصوص ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں کے لیے۔

اہم بات یہ ہے کہ تیل کی قیمتوں نے چار برسوں میں پہلی بار 80 ڈالر فی بیرل کی سطح عبور کی، کیونکہ اوپیک اور روسی پیداوار میں کمی، وینزویلا اور لیبیا میں انتشار اور مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال کے باعث تیل کی رسد سکڑ گئی۔ اسی دوران، ایرانی جوہری معاہدے سے امریکہ کے اخراج نے اس صورتِ حال کو اور بڑھاوا دیا۔ تیل درآمد کرنے والے ممالک کی اس بڑھتی ہوئی پریشانی کے دوران جون 2018ء میں امریکی ملکی تیل کی پیداوار کی ریکارڈ بلند سطح اور اوپیک سے رسد میں جُزوی کمی کے ساتھ امریکی شیل کی صنعت میں تیزی آگئی۔ عالمی رسد میں معمولی کمی اور بھاری مقدار میں ذخیرہ جمع ہونے سے طلب میں عدم توازن جاری رہا، جیسا کہ **شکل 6.1** میں دکھایا گیا ہے۔ تاہم، مالی سال 18ء میں تیل درآمد کرنے والی بہت سی ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں میں بیرونی عدم توازن بگڑ گیا اور تجارتی خسارے میں اضافہ ہوگیا (**جدول 6.1**)۔

شکل 6.1: خام تیل کی عالمی طلب و رسد



Data sources: International Energy Agency & Bloomberg

جدول 6.1: ابھرتی ہوئی معیشتوں کے جاری کھاتے کے توازن

ارب ڈالر

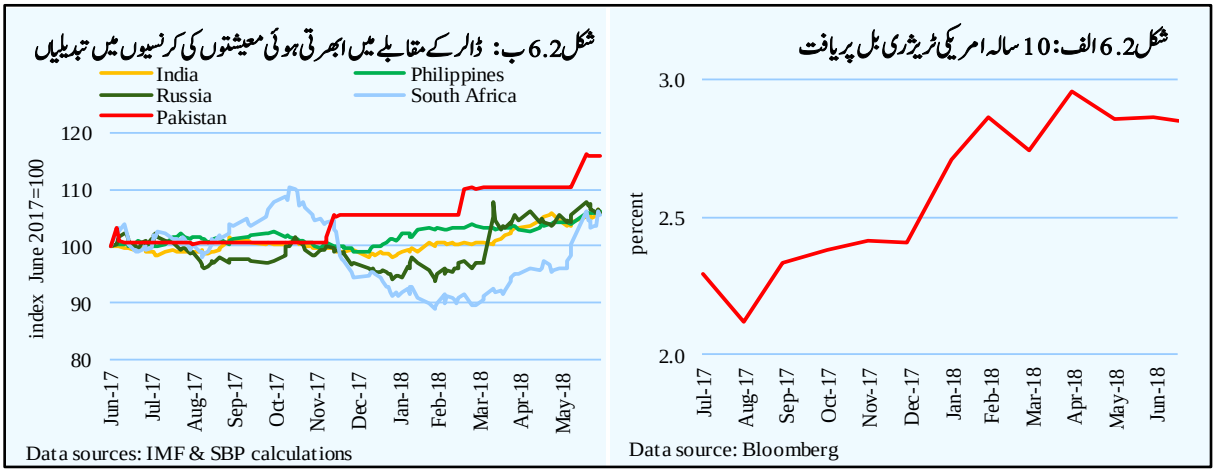
	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
بھارت	-29.8	-49.5
بنگلہ دیش	-1.3	-9.8
چین	158.4	68.3
انڈونیشیا	-13.6	-24.2
ترکی	-35.1	-57.4
فلپائن	-0.8	-5.1

ڈیٹا کا ماخذ: ہیور اینالیٹکس، بنگلہ دیش بینک، ریزرو بینک آف انڈیا، بینکو سینٹرل این جی فلپائن

اسی دوران، امریکہ کی اپنے اہم تجارتی شراکت داروں کے خلاف حامی تحفظ پسند پالیسی اپنانے سے 31 جنوری 2018ء سے ایکویٹی اپنے ریکارڈ توڑ دور میں داخل ہوگئیں۔ اس کے علاوہ 2017ء میں امریکی معیشت میں 12 سالہ بلند نمو ہوئی جو اسے عالمی معاشی نمو کی 2011ء سے اب تک کی بلند ترین سطح تک لے جانے کا ذریعہ بنی۔ ٹیکس میں کٹوتی اور روزگار ایکٹ 2017ء کی منظوری سے فرموں کو معیشت میں سرمایہ کاری کی ترغیب ملی، جبکہ بے روزگاری میں کمی اور بڑھتی ہوئی قابلِ صرف آمدنی کے نتیجے میں خوشگوار صارفی اور کاروباری احساسات پیدا ہوئے۔ یہ عوامل امریکہ میں صارفی اور سرمایہ جاتی اشیا کی بلند درآمدی طلب پر منتج ہوئے۔ امریکہ کے علاوہ یورو کے علاقے سے بھی مثبت حصہ آیا کیونکہ نرم زری پالیسی سے مضبوط نمو اور سرمایہ جاتی اور صارفی اشیا کی بلند درآمد کو ترغیب ملی۔ اس کے نتیجے میں ترقی یافتہ معیشتوں، جیسے جرمنی، جاپان نیز ابھرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں جیسے چین، بھارت اور پاکستان کی برآمدی کارکردگی نمایاں طور پر بہتر ہوگئی۔

بہر حال امریکی نمو میں حالیہ تیزی سے ملکی مہنگائی میں تیز اضافے کی توقعات کو تقویت ملی۔ اس کے ردِ عمل میں، فیڈرل ریزرو نے مالی سال 18ء میں شرحِ سود کو تین گنا اور مجموعی طور پر 75.0 بیسس پوائنٹ بڑھاتے ہوئے زری پالیسی کو مزید سخت کر دیا۔ فیڈرل ریزرو کی جانب سے اثاثوں کی تشکیلِ نو کے ساتھ شرح میں اضافے سے بیلنس شیٹ کا حجم کم ہونا شروع ہو گیا۔ یہ جڑواں اقدامات امریکی دس سالہ ٹریژری بل کی یافتوں میں اضافے کے رجحان پر منتج ہوئے جس نے ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے زرِ مبادلہ کے قرضوں کی بڑھتی ہوئی لاگتوں میں اضافہ کیا(**شکل 6.2الف**)، کیونکہ ان کا ریاستی قرضہ زیادہ تر اس ٹریژری ریٹ سے جانچا جاتا ہے۔

امریکہ میں بڑھتی ہوئی شرح سود کے نتیجے میں بہت سی ابھرتی ہوئی معیشتوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر مضبوط ہوا نیز اپریل تا جون 2018ء سے کچھ معیشتوں کی جانب سے سرمایہ جاتی رقوم کے اخراج کو مہمیز ملی (**شکل 6.2ب**)۔ قرضے اور زرِ مبادلہ کی سیالیت اور قرضہ واپس کرنے کی استعداد (مقامی کرنسی کے حوالے سے) کے لحاظ سے ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے ان حالات کے نتائج منفی تھے، کیونکہ توازنِ ادائیگی اور اعانتِ میزانیہ کے لیے یہ معیشتیں اکثر بیرونی مالکاری پر انحصار کرتی ہیں۔ رقوم کے اخراج سے کچھ ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مالی کھاتوں کے توازن پر ضرب پڑی اور ان کے لیے اپنے جاری کھاتے کے بلند خساروں کو پورا کرنے کے لیے زرِ مبادلہ کے ذخائر کو کم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ یہ الجھن ارجنٹینا کے حوالے سے اور زیادہ واضح ہے جسے جاری کھاتوں کے بلند خساروں اور پھر اپریل 2018ء سے بڑے پیمانے پر رقوم کے جُزدانی اخراج سے دوچار ہونے کے بعد جون 2018ء میں آئی ایم ایف سے 50.0 ارب ڈالر کی امداد لینا پڑی۔



اس پس منظر میں، بیرونی مناسب امداد کی حامل معیشتیں ہی اس عالمی غیر یقینی کیفیت کے طوفان کا سامنا کر سکتی تھیں۔ مالی سال 17ء تک پاکستان کے بیرونی کھاتے میں عدم توازن واضح نظر آ رہا تھا؛ لیکن ملک نے بیرونی قرضوں اور اپنے زرِ مبادلہ کے ذخائر کے ذریعے اس دباؤ کو برداشت کر لیا۔ تاہم، مالی سال 18ء میں چونکہ تیل کی اوسط قیمتیں تقریباً 30.0 فیصد بڑھ گئیں اور سی پیک سے متعلق مشینری کی درآمد کا دباؤ بین البینک منڈی پر پڑنے لگا تو پاکستان کا بیرونی شعبہ شدید تناؤ میں آ گیا۔

6.2 پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن

مالی سال 18ء میں عالمی اقتصادی تبدیلیوں نے تیل درآمد کرنے والے دیگر ممالک کی طرح پاکستان کو بھی متاثر کیا۔ لیکن ناکافی زرِ مبادلہ کی رقوم کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر ان حالات کے اثرات بڑھ گئے۔ خاص طور پر تیل کی قیمتوں نے پاکستان کی درآمدات کے دباؤ میں اضافہ کر کے ملک کا بیرونی عدم توازن بڑھا دیا۔ اگر پیٹرولیم مصنوعات کی اکائی قیمت مالی سال 17ء کی سطح پر رہتی تو پاکستان کا توانائی کا درآمدی بل، ماسوائے ایل این جی کے، مالی سال 18ء میں 2.5 ارب روپے کم ہو سکتا تھا۔ کسٹم کے اعداد و شمار کے مطابق، تیل کی قیمتوں میں اضافے سے خام تیل کی درآمد میں تقریباً 55.8 فیصد اضافہ اور پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی بل میں 219.7 فیصد اضافہ ہوا، کیونکہ مؤخر الذکر کی درآمدی مقدار حقیقتاً پست ہو گئی۔

توانائی کے ساتھ ٹرانسپورٹ، غذا اور دھاتوں کی درآمدات نے مالی سال 18ء میں پاکستان کے درآمدی بل کو ریکارڈ بلند سطح پر پہنچا دیا جس کے نتیجے میں جاری کھاتے کا خسارہ تاریخ کی بلند ترین سطح پر آ گیا (**جدول 6.2**)۔ امریکہ، یورو کے علاقے اور دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں نمو کے باعث تین برس کی لگاتار کمی کے بعد مالی سال 18ء میں برآمدات میں وسیع البنیاد اضافہ دکھائی دیا۔ تاہم، برآمدی وصولیوں میں ہونے والا اضافہ بڑھتی ہوئی درآمدات کو پُورا کرنے کے لیے ناکافی تھا۔

اشیا کی تجارت کے علاوہ، خدمات کا تجارتی توازن بھی مزید بگڑ گیا، کیونکہ اس کی برآمدات میں کمی جبکہ اس کی درآمدات میں اضافہ جاری رہا۔ مزید برآں، امریکی ڈالر کی بڑھتی ہوئی قدر نے محض قرضے کے ذخیرے میں ہی نہیں بلکہ سودی ادائیگیوں کی مقدار میں بھی اضافہ کیا جو مالی سال 18ء میں 33.5 فیصد بڑھ گئی۔ غیر ملکی فرموں کی جانب سے بلند منافع کی واپسی کے ساتھ بڑھتی ہوئی سودی ادائیگیوں سے بنیادی آمدنی کے خسارے میں اضافہ ہوا، جس میں گذشتہ برس کمی آئی تھی؛ اس سے جاری کھاتے کے عدم توازن میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اس کے برعکس امریکی ڈالر کی مضبوطی اور ترقی یافتہ معیشتوں میں نمو سے کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی مد میں آنے والی رقوم میں مدد ملی تاہم یہ مالی سال 16ء کی ریکارڈ وصولی سے پست رہی۔ مالی سال 18ء میں ترسیلاتِ زر کی نمو کا 1.4 فیصد اضافہ مسلسل جاری تجارتی خسارے میں تخفیف کے لیے ناکافی تھا۔

اسی دوران، غیر ملکی سرمایہ کاری اور قرضوں کے تحت ملنے والی رقوم جاری کھاتے کے بڑے خسارے کو پُورا کرنے میں ناکافی تھیں۔ ترسیلاتِ زر کی طرح، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری بھی مالی سال 18ء کے دوران جمود کا شکار رہی۔ تاہم، ملک بانڈ کی عالمی منڈی میں یورو بانڈ اور صکوک کے اجرا سے خاصی جزدانی رقوم حاصل کر سکا۔ اس کے برعکس، بیرونی قرضوں کے ضمن میں خالص رقوم کی منتقلی گذشتہ برس کی نسبت پست رہی۔

جدول 6.2: پاکستان کا توازنِ ادائیگی

ملین ڈالر

	مالی سال16ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال18ء میں تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	**-4,867**	**-12,621**	**-18,130**	**-5,509**
تجارتی توازن	-19,283	-26,680	-31,074	-4,394
برآمدات	21,972	22,003	24,772	2,769
درآمدات	41,255	48,683	55,846	7,163
توانائی	8,360	10,607	13,263	2,656
غیر توانائی	32,895	38,076	42,583	4,507
خدمات کا توازن	-3,406	-4,339	-5,311	-972
بنیادی آمدنی کا توازن	-5,347	-5,048	-5,282	-234
ثانوی آمدنی کا توازن	23,169	23,446	23,537	91
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر	19,917	19,351	19,625	274
سرمایہ جاتی کھاتے کا توازن	**273**	**375**	**376**	**1**
مالی کھاتے کا توازن	**-6,790**	**-10,198**	**-12,298**	**-2,100**
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	2,305	2,749	2,770	21
پاکستان میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	-329	-251	2,211	2,462
واجبات کی خالص رقم	5,029	8,965	7,489	-1,476
حکومت	3,445	5,040	4,823	-217
نجی شعبہ (علاوہ بینک)	1,173	2,298	1,240	-1,058
بینک	406	1,631	-122	-1,753
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر	**18,143**	**16,145**	**9,789**	**-6,356**
جاری کھاتہ (جی ڈی پی کا فیصد)	**-1.7**	**-4.1**	**-5.8**	**-**
ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں اضافہ / کمی (فیصد)	-2.91	-0.02	-13.70	-

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

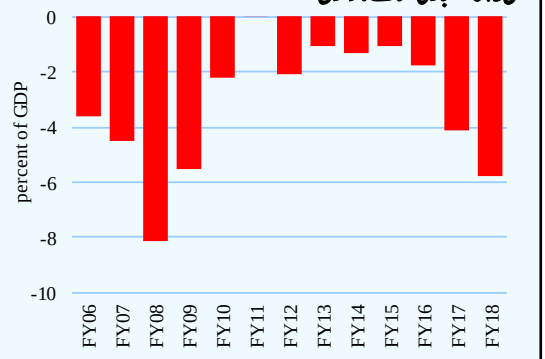
نجی و سرکاری دونوں شعبوں میں خالص بیرونی قرضے کم مقدار میں حاصل ہوئے جبکہ اس مدت میں بینک اپنے قلیل مدتی قرضے واپس کرتے رہے۔ تاہم، مالی سال 18ء میں، بنیادی طور پر اعانتِ میزانیہ اور سی پیک سے متعلق منصوبوں کے لیے رقوم کی منتقلی کے ساتھ، دوطرفہ اور کمرشل قرضوں کے لحاظ سے سرکاری قرضوں میں چین کا حصہ غالب رہا۔

چونکہ رقوم کی یہ آمد جاری کھاتے کے خسارے کو پُورا کرنے میں ناکافی ثابت ہوئی، لہٰذا اسٹیٹ بینک کو زرِ مبادلہ کے ذخائر استعمال کرنا پڑے جس سے مالی سال 18ء کے دوران ان میں 6.4 ارب ڈالر کمی آئی۔ بینک دولت پاکستان کی جانب سے کیے گئے کئی اقدامات، بشمول ملک میں غیر ملکی کرنسی کے لین دین پر پابندیاں، کے نتیجے میں مختصر مدت میں ہی شرحِ مبادلہ میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ مستقبل میں توقعات کے نئے سرے سے تعین کے لیے ذخائر میں نمایاں اضافہ اور معتبر پالیسی اقدامات درکار ہوں گے۔

6.3 جاری کھاتہ

مالی سال 18ء میں جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 18.1 ارب ڈالر پر پہنچ گیا جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 12.6 ارب ڈالر درج کیا گیا تھا۔ تاہم، جی ڈی پی کے لحاظ سے، مالی سال 18ء میں یہ خسارہ 5.8 فیصد رہا جو مالی سال 08ء کے مقابلے میں کافی پست تھا، جب جی ڈی پی کا 8.2 فیصد جاری کھاتے کا خسارہ توازنِ ادائیگی کے سنگین بحران کا سبب بنا (**شکل 6.3**)۔ تجارتی اشیا کی درآمد اس کی کلیدی وجہ رہی، جبکہ خدمات کی درآمد بھی جاری کھاتے کے اس خسارے کو وسیع کرنے میں نمایاں طور پر شامل ہوگئی۔ مزید برآں، کارکنان کی ترسیلاتِ زر سے آنے والی رقوم بھی جمود کا شکار رہیں اور بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کا اثر زائل کرنے میں ناکام ہوگئیں۔

شکل 6.3: جاری کھاتے کا توازن



Data source: State Bank of Pakistan

جدول 6.3: خدمات کی تجارت

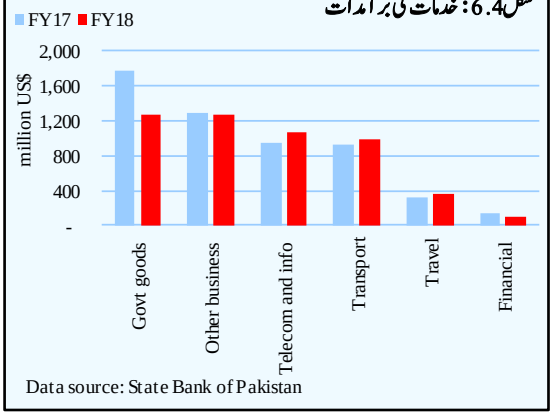
	قدر (ارب ڈالر)			نمو (فیصد)	
	مالی سال 16ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
برآمدات	5.5	5.6	5.2	1.8	-6.7
درآمدت	8.9	9.9	10.5	11.6	6.1
تجارتی توازن	-3.4	-4.3	-5.3	-27.4	-22.4

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

خدمات کی تجارت[1]

مالی سال 18ء میں خدمات کا خسارہ 22.4 فیصد اضافے کے ساتھ 5.3 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم موجودگی سے خدمات کی درآمدات میں کمی آئی اور وہ مالی سال 18ء میں 6.7 فیصد کمی سے 5.2 ارب ڈالر ہوگئیں۔ گو کہ درآمدات کی نمو سست ہوگئی تاہم خدمات کا مجموعی درآمدی بل 10.5 ارب ڈالر ہوگیا (**جدول 6.3**)۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کی غیر موجودگی کی تلافی ٹیلی کام، ٹرانسپورٹ اور سفری خدمات کی برآمدات میں بلند وصولیوں سے محض جُزواً ہوئی (**شکل 6.4**)۔

شکل 6.4: خدمات کی برآمدات



Data source: State Bank of Pakistan

خدمات کے خسارے میں سب سے زیادہ حصے کے حامل، ٹرانسپورٹ خدمات کے خسارے میں مالی سال 18ء میں 3.7 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 36.7 فیصد اضافہ ہوا۔ ٹرانسپورٹ میں، ملکی تجارتی درآمدی بل اور تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصے اضافے کے باوجود باربرداری کے خسارے میں 12.4 فیصد کا اضافہ ہوا۔ درحقیقت، باربرداری خدمات کی برآمدات نے باربرداری خسارے کی برآمدات کو روک رکھا تھا۔ ٹیلی کام، کمپیوٹر اور اطلاعی خدمات کی برآمدات 1.1 ارب ڈالر سے متجاوز ہوگئیں جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 939.5 ملین ڈالر تھیں۔ ٹیلی کام کی درآمدات بھی ایک چوتھائی اضافے کے ساتھ بڑھ کر 479 ملین ڈالر ہوگئیں۔[2]

بنیادی آمدنی کا توازن

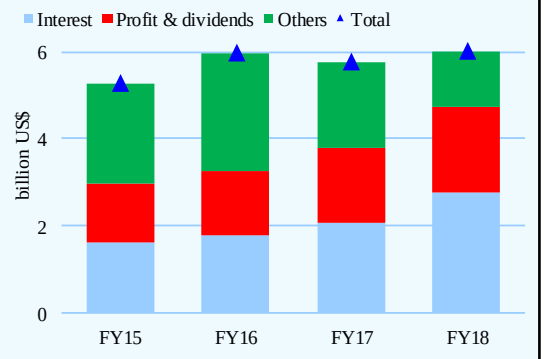
مالی سال 18ء میں بنیادی آمدنی کا خسارہ 4.6 فیصد کی نمو کے ساتھ بڑھ کر 5.3 ارب ڈالر ہوگیا، جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 5.6 فیصد کم ہوا تھا۔ رقوم کے اخراج کے بڑھتے ہوئے حجم، جو 5.1 فیصد کے اضافے سے مالی سال 18ء میں بڑھ کر 6.0 ارب ڈالر ہوگیا، نے اس مد میں 0.7 ارب ڈالر کی رقوم کی آمد کو زائل کردیا۔

[1] اس جُز میں کیا گیا تجزیہ بینک دولت پاکستان کی جانب سے اکٹھے کیے گئے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ یہ اعداد و شمار بی ایم پی 6 (ای بی او ایس-2010ء) کی درجہ بندی کے مطابق جمع کیے گئے اور ایم ایس آئی ٹی ایس-2010ء سے ہم آہنگ ہیں۔

[2] نتیجتاً، مالی سال 18ء میں ٹیلی کام سیکٹر کی خالص برآمدات بڑھ کر 585.6 ملین ڈالر ہوگئیں جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 555.4 تھیں۔

گو کہ مالی سال 18ء میں منافع اور سودی ادائیگیوں دونوں ہی میں اضافہ ہوا، لیکن اول الذکر کے مقابلے میں مؤخر الذکر میں اضافہ زیادہ واضح تھا (**شکل 6.5**)۔ مالی سال 18ء میں، پاکستان نے بیرونی قرضوں اور بانڈز کے سود کی مد میں 2.7 ارب ڈالر ادا کیے، جو مالی سال 17ء سے 33.5 فیصد زیادہ تھے۔ اگرچہ قرضے جمع کرنے کی شرح اس سال بڑھ گئی ہے، تاہم امریکی ٹریژری شرح اور لائبور میں اضافہ سودی ادائیگیوں کے بڑھنے کا سبب ہے۔ مستقبل میں چونکہ عالمی شرح ہائے سود میں مزید اضافہ متوقع ہے اس لیے سودی آمدنی کی ادائیگیوں میں خاصا اضافہ ہو سکتا ہے۔

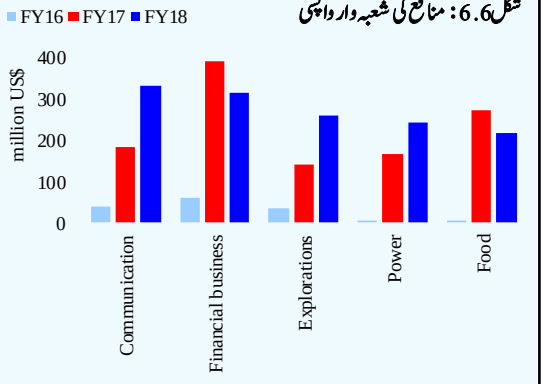
شکل 6.5: بنیادی آمدنی کے کھاتے سے رقوم کے اخراج کا تجزیہ



Data source: State Bank of Pakistan

منافع کی واپسی کا شعبہ وار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ غذا، مواصلات، تیل اور گیس کی تلاش، بجلی، مالی کاروبار، کیمیکلز اور گاڑیوں سب نے بیرونِ ملک اپنے سرپرست اداروں کو کثیر منافع بھجوایا۔ مواصلات کے شعبے میں، بالخصوص ٹیلی مواصلات میں، 327.8 ملین ڈالر کا بلند منافع بھجوایا گیا جبکہ مالی سال 17ء میں اس کے مقابلے میں خاصا کم 177.8 ملین ڈالر بھیجا گیا تھا (**شکل 6.6**)۔

شکل 6.6: منافع کی شعبہ وار واپسی

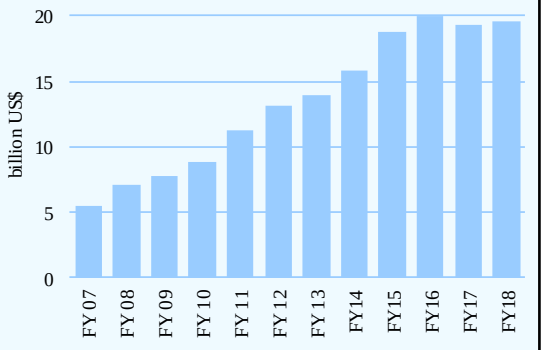


Data source: State Bank of Pakistan

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر

گو کہ مالی سال 18ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر 1.4 فیصد کے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر 19.6 ارب ڈالر ہو گئیں، تاہم یہ مالی سال 16ء میں درج کیے گئے 19.9 ارب ڈالر کے رقوم کے بلند بہاؤ سے کم رہا (**شکل 6.7**)۔ مالی سال 18ء میں معمولی اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ رقوم کی آمد میں کمی کا رجحان جو مالی سال 17ء میں 2.8 فیصد کمی پر منتج ہوا تھا اب بظاہر اُلٹ چکا ہے۔ اس میں کئی عوامل کارفرما ہے۔

شکل 6.7: کارکنوں کی ترسیلات زر کی آمد



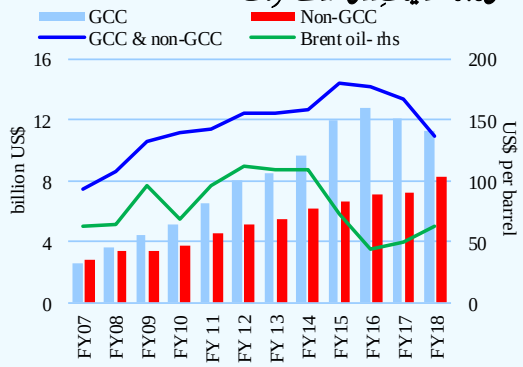
Data source: State Bank of Pakistan

اول، تیل کی قیمتوں میں تبدیلی نے کلیدی کردار ادا کیا۔ یہ حیران کن نہیں ہے کہ پاکستان کی ترسیلاتِ زر کی آمد میں جی سی سی ممالک کے حصے میں اضافے کے ساتھ تیل کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا (**شکل 6.8**)۔ اگرچہ، تیل کی قیمتیں مالی سال 14ء میں بلند ترین سطح پر تھیں تاہم جی سی سی ممالک سے ترسیلاتِ زر کے بہاؤ میں مالی سال 16ء تک اضافہ ہوا۔ صرف مالی سال 16ء کے بعد جب تیل کی پست قیمتوں کے نتیجے میں جی سی سی ممالک میں مالیاتی عدم توازن پیدا ہوا تب ان معیشتوں سے رقوم کی آمد میں کمی آگئی۔ تب سے جی سی سی ممالک نے مالیاتی یکجائی کے بعض اقدامات اختیار کیے، جن میں قدر اضافی ٹیکس (ویلیو ایڈڈ ٹیکس) کا نفاذ، جس نے پست آمدنی والے غیر ہنر مند غیر ملکی کارکنان کی بچتوں کو کم کر دیا، اور ملازمتوں کو قومیائے جانے کے پروگرام شامل تھے، لیکن یہ فہرست حتمی نہیں۔ یہ اقدامات سعودی عرب میں زیادہ نمایاں تھے جس نے تارکینِ وطن اور ان کے خاندانوں کی سعودی عرب میں ملازمتوں اور قیام پر مختلف ٹیکس لاگو کر دیے۔[3] ان اقدامات کے نتیجے میں مالی سال 16ء سے جی سی سی ممالک سے آنے والی ترسیلاتِ زر میں کمی آتی رہی ہے۔

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے، باب 5، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر بینک دولت پاکستان کی دوسری سہ ماہی رپورٹ، مالی سال 18ء۔

ساتھ ہی تیل کی پست قیمتوں نے ترقی یافتہ معیشتوں، بالخصوص امریکہ، برطانیہ، اور یورپی یونین کے ممالک میں جاری بحالی میں بھی کردار ادا کیا۔ چنانچہ ان معیشتوں سے آنے والی ترسیلاتِ زر نے رفتار پکڑی، یہ وہی وقت تھا جب جی سی سی راہداری، ماسوائے متحدہ عرب امارات، سے آنے والی رقوم میں کمی کا آغاز ہوا۔ پاکستان کی ترسیلاتِ زر میں غیر جی سی سی ممالک کے حصے میں اضافہ خوش آئند ہے، کیونکہ بلند تنوع ان رقوم میں اچانک کمی کے خطرے کو پست کر دیتا ہے۔

شکل 6.8: ترسیلاتِ زر کی آمد کے تحرکات



Data sources: State Bank of Pakistan and Haver Analytics

دوم، سعودی عرب کے ساتھ امارات میں بھی ویلیو ایڈڈ ٹیکس لاگو کیے جانے کے باوجود جی سی سی میں سے متحدہ عرب امارات سے آنے والی رقوم میں استحکام رہا (**جدول 6.4**)۔ متحدہ عرب امارات کی معیشت تیل پر بہت کم انحصار کرتی ہے چنانچہ تیل کی قیمتوں میں کمی کے باوجود وہاں سے آنے والی ترسیلات پر کوئی اثر نہ پڑا۔ مزید برآں، متحدہ عرب امارات کی حکومت نے 2014ء میں ایک نیا انسدادِ منی لانڈرنگ قانون منظور کیا تھا۔ متحدہ عرب امارات سے غیر رسمی ذرائع سے آنے والی رقوم اب پاکستان میں رسمی ذرائع سے داخل ہونا شروع ہو گئیں اور متحدہ عرب امارات سے آنے والی ترسیلاتِ زر تب سے تقریباً 4.3 ارب ڈالر[4] رہی ہیں۔[5]

اہم بات یہ ہے کہ مستقبل میں جی سی سی راہداری سے آنے والی ترسیلاتِ زر میں کمی، اضافے میں بدل سکتی ہے، کیونکہ مالی سال 18ء میں تیل کی قیمتوں میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ تاہم ملازمتوں کو قومیائے جانے کا فیصلہ کارکنان کی جی سی سی، بالخصوص سعودی عرب میں نقل مکانی کے لیے بڑی رکاوٹ کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ مالی سال 17ء کے مقابلے میں مالی سال 18ء میں سعودی عرب جانے والے پاکستانیوں کی تعداد نصف سے بھی کم ہو گئی ہے (**جدول 6.5**)۔ افرادی قوت کی برآمد کے ضمن میں اس رجحان کو پلٹنے کے لیے حکومتی معاونت کی ضرورت ہے۔

مثال کے طور پر، بنگلہ دیش کی حکومت سے طویل مذاکرات کے بعد سعودی عرب میں بنگلہ دیشی ملازمین کی ملازمتوں پر عائد بندش ہٹا دی گئی۔[6] اسی طرح پاکستانی حکومت بھی سعودی عرب اور دیگر جی سی سی ممالک میں پاکستانی کارکنان کے کوٹے میں اضافے کی درخواست کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں قطر ایک اچھا نقطۂ آغاز ہو سکتا ہے۔ زیادہ تر جی سی سی

جدول 6.4: کارکنوں کی ترسیلاتِ زر (ذریعے کے لحاظ سے)

	قدر (ملین ڈالر)			نمو سال بسال (فیصد)	
	مالی سال 16ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
خلیج تعاون کونسل	**12,756**	**12,123**	**11,351**	**-5.0**	**-6.4**
سعودی عرب	5,968	5,470	4,859	-8.4	-11.2
متحدہ عرب امارات	4,365	4,328	4,333	-0.9	0.1
کویت	774	764	774	-1.3	1.4
عمان	819	761	657	-7.1	-13.6
بحرین	448	396	356	-11.6	-10.3
قطر	381	404	371	6.2	-8.2
امریکہ	2,525	2,453	2,714	-2.8	10.6
برطانیہ	2,580	2,342	2,763	-9.2	18.0
یورپی یونین	418	483	656	15.5	35.9
دیگر	1,638	1,951	2,140	19.1	9.7
کل	**19,917**	**19,351**	**19,623**	**-2.8**	**1.4**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

[4] تفصیل کے لیے دیکھیے، باب 5، پاکستانی معیشت کی کیفیت، بینک دولت پاکستان کی تیسری سہ ماہی رپورٹ، مالی سال 18ء۔

[5] منقولی شواہد کے مطابق یہاں ایک تیسرا عامل بھی ہو سکتا تھا۔ پاکستانی سافٹ ویئر کی برآمدات سے ہونے والی وصولیوں کا ایک بڑا حصہ ذاتی اکاؤنٹس میں وصول کیا جاتا ہے، جو اگر درست ہے تو اس کی وجہ سے سافٹ ویئرز کی برآمدی آمدنی کی اصل سے کم اور کارکنوں کی ترسیلات زر کی اصل سے زائد رپورٹنگ ہوتی ہے۔ اس ناقص معلومات کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت نے ڈجیٹل پاکستان پالیسی 2017ء میں سافٹ ویئرز کی برآمدات کی اطلاع دینے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

[6] ماخذ: ورلڈ بینک، ہجرت اور ترقی کا جائزہ 27 اپریل 2017ء۔

ممالک میں کام کی غرض سے جانے والے پاکستانی کارکنان کی تعداد میں کمی کے باوجود قطر اس سے مستثنیٰ رہا اور مالی سال 18ء میں قطر نقل مکانی میں 67.9 فیصد اضافہ دکھائی دیا۔ قطر کے ساتھ پاکستان کے تجارتی وسفارتی روابط میں بہتری سے اس اضافے میں مدد مل سکتی ہے۔

6.4 مالی کھاتہ

مالی سال 18ء میں مالی کھاتے کا فاضل بڑھ کر 12.3 ارب ڈالر ہو گیا جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 10.2 ارب ڈالر تھا، سرکاری جُزدان میں یک بارگی سرمایہ کاری رقوم کی آمد اس کی بڑی وجہ تھی۔ مالی سال 18ء میں پاکستان نے یورو بانڈ اور صکوک سے 2.5 ارب ڈالر جمع کیے۔ تاہم، بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم محض 21.0 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ جمود کا شکار رہیں۔ اس کے علاوہ، دوطرفہ اور کمرشل قرضے بھی خالص لحاظ سے روبہ زوال ہو گئے۔

جدول 6.5: منتخب ممالک میں پاکستانی تارکینِ وطن کی تعداد

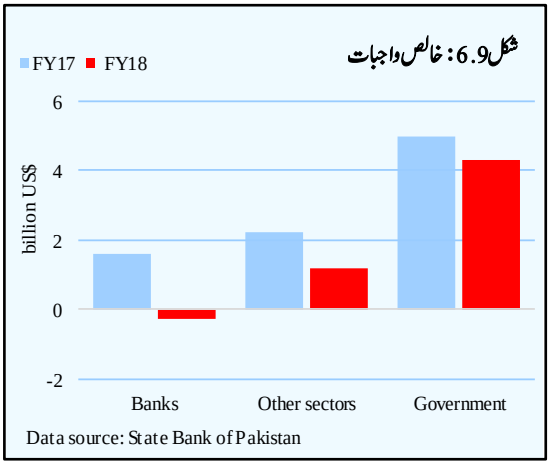
	تعداد (ہزار میں)			نمو (فیصد)	
	مالی سال16ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء
سعودی عرب	585	229	111	-60.8	-51.6
متحدہ عرب امارات	307	286	231	-7.0	-19.2
قطر	10	11	18	1.2	67.9
عمان	49	44	33	-10.5	-24.5
کویت	0	1	1	125.1	-46.4

ڈیٹا کا ماخذ: بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائمنٹ

خالص واجبات

مالی سال 18ء کے دوران ملک میں بیرونی قرضوں کی خالص آمد 7.5 ارب ڈالر ہو گئی جبکہ گذشتہ برس کے دوران یہ 9.0 ارب ڈالر تھی۔ خالص رقوم میں یہ کمی حکومتی و نجی دونوں شعبوں میں دیکھی گئی۔ درحقیقت، مالی سال 18ء کے دوران کمرشل بینکوں نے اپنے قرضے واپس کر دیے (**شکل 6.9**)۔

شکل 6.9: خالص واجبات



خالص حکومتی قرضے 4.8 ارب ڈالر ہو گئے، جو گذشتہ برس سے معمولی کم تھے۔ حکومت کی مجموعی قرضوں کی تقسیم اور بالاقساط ادائیگی میں قلیل مدتی قرضے کے حصے میں نمایاں اضافہ ہوا۔[7] معلوم ہوتا ہے کہ، حکومت قلیل مدتی کمرشل قرضے جمع کر کے اپنے قلیل مدتی قرضے ادا کرتی رہی۔

ذرائع کے لحاظ سے، مالی سال 18ء کے دوران سرکاری قرضوں کی تقسیم میں، دوطرفہ و کمرشل دونوں میں چین سے لیے گئے قرضوں کا حصہ غالب رہا، کیونکہ یہ رقوم زیادہ تر ادائیگیوں کے توازن میں معاونت اور سی پیک سے متعلق منصوبوں کی مد میں لی گئیں (**جدول 6.6**)۔

جدول 6.6: ماخذ کے لحاظ سے سرکاری قرضے

* ملین ڈالر

	مالی سال17ء	مالی سال18ء	تبدیلی
مجموعی بیرونی قرضے	**10,553**	**10,918**	**365**
چین	3,955	4,011	56
دوطرفہ	1,655	1,811	156
کمرشل بینک	2,300	2,200	-100
بانڈز	1,000	2,500	1,500
دیگر کمرشل بینک	2,270	1,516	-754
اسلامی ترقیاتی بینک (قلیل مدتی)	456	987	531
ایشیائی ترقیاتی بینک	1,495	871	-624
دیگر	1,377	1,033	-345

* مجموعی ادائیگیاں

ڈیٹا کا ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

اسی دوران، نجی قرضوں کے لحاظ سے، مالی سال 18ء کے دوران 122.0 ملین ڈالر خالص قرضوں کی واپسی کے ساتھ کمرشل بینکوں کی قلیل مدتی ادائیگیاں ان کے قرضوں کی تقسیم سے بڑھ گئیں۔ تاہم مالی سال 17ء میں کمرشل بینکوں نے 1.6 ارب ڈالر کی خالص قرض گیری کی۔

[7] گذشتہ برس مجموعی قلیل مدتی قرضے میں 1.2 ارب ڈالر کے قرضوں کی تقسیم کے مقابلے میں 1.5 ارب ڈالر کے قرضے ریکارڈ کیے گئے جبکہ مالی سال 17ء کے 1.4 ارب ڈالر کے مقابلے میں رواں برس 1.4 ارب ڈالر کی مجموعی قسط وار واپسی درج کی گئی۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

اگرچہ 2017ء میں جنوبی ایشیا میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی آئی، تاہم پاکستان میں بالخصوص سی پیک سے متعلق منصوبوں کے حوالے سے، چین کی جانب سے بیرونی سرمایہ کاری جاری رہی۔[8] مالی سال 18ء کے دوران، پاکستان میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم میں اضافہ ہوا، گرچہ یہ معمولی تھا، اور وہ گذشتہ برس کے 2.7 ارب ڈالر سے بڑھ کر 2.8 ارب ڈالر ہو گئیں۔ نصف سے زائد خالص بیرونی سرمایہ کاری رقوم توانائی اور تعمیرات کے شعبوں میں لی گئیں (**جدول 6.7**)۔ ٹیلی مواصلات کے شعبے میں بھی بلند رقوم کی آمد دیکھی گئی۔ پاکستان کے ایک اہم سیلولر سروس پرووائڈر سے ٹیلی کام ٹاور کی خدمات کے حصول کے لیے ملائشیا کی ایک فرم کی جانب سے کی گئی 110.3 ملین ڈالر کی ادائیگی اس کی وجہ تھی۔

جدول 6.7: پاکستان میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی شعبہ وار آمد

ملین ڈالر

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	تبدیلی
بجلی	700	885	185
تعمیرات	466	707	241
مالی کاروبار	296	276	-20
تیل اور گیس کی تلاش	146	195	49
غذا	526	106	-420
ٹیلی مواصلات	-91	72	163
الیکٹرانکس	145	51	-94
دیگر	558	476	-83
کُل	**2,747**	**2,778**	**21**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

توانائی اور تعمیرات میں کی جانے والی اپنی بہت سی سرمایہ کاری کے ساتھ چین پاکستان میں اہم سرمایہ کار رہا۔ گو کہ چین کی خارجی براہِ راست سرمایہ کاری میں مالی سال 16ء سے اب تک مسلسل دوسرے سال میں کمی آئی ہے، تاہم پاکستان کی خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم میں اس کا حصہ مالی سال 17ء کے 44.1 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 18ء میں 57.3 فیصد ہو گیا۔[9]

مالی سال 18ء کے دوران امریکہ اور برطانیہ سے آنے والی رقوم کسی تبدیلی کے بغیر تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہیں۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ ہانگ کانگ سے آنے والی رقوم میں نمایاں نمو ہوئی، جس کی اہم وجہ پاکستان کے توانائی کے شعبے میں ایک مقامی فرم کی چین کی ایک اہم توانائی کی فرم کے ساتھ مشترکہ سرمایہ کاری تھی۔

بیرونی جُزدانی سرمایہ کاری

مالی سال 18ء میں بیرونی جُزدانی سرمایہ کاری میں سرکاری رقوم کا حصہ غالب رہا، کیونکہ حکومت نے یورو بانڈز اور صکوک کے اجرا سے 2.5 ارب ڈالر جمع کیے۔[10] اس کے برعکس، بیرونی نجی سرمایہ کاری میں 240.7 ملین ڈالر کا اخراج دکھائی دیا؛ یہ گذشتہ برس درج کی گئی سطح کا تقریباً نصف تھا۔ بیرونی سرمایہ کاروں، خاص طور پر لکسمبرگ (341.0 ڈالر)، ہانگ کانگ (187.0 ڈالر)، مصر (171.2 ڈالر) اور برطانیہ (93.0 ڈالر) نے پاکستان سے اپنی رقوم نکال لیں۔ اسی دوران، مالی سال 18ء میں امریکی جُزدانی سرمایہ کار 545.2 ملین ڈالر کے ساتھ خالص حصہ دار رہے۔

امریکہ میں مضبوط اقتصادی نمو اور مہنگائی کی بلند توقعات کے ساتھ فیڈرل ریزرو کی جانب سے پالیسی ریٹ میں اضافے، اور امریکہ اور چین کی جانب سے تجارت میں تحفظ پسند موقف اختیار کرنے کی وجہ سے عالمی جزدانی سرمائے کی آمد و رفت کے بارے میں غیر یقینی صورت حال کو مہمیز ملی۔ اس کے نتیجے میں، بیرونی سرمایہ کاروں نے اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے اپنی رقوم کو خطرات میں گھری ابھرتی ہوئی منڈیوں سے امریکی تمسکات کی طرف منتقل کر دیا۔ مالی سال 18ء کے دوران بھارت اور تھائی لینڈ کے سوا زیادہ تر ایشیائی ایکویٹی منڈیوں نے منفی منافع درج کیا۔ بھارتی ایکویٹی منڈی رقوم کے اخراج سے محفوظ رہی کیونکہ مقامی سرمایہ کاروں نے بیرونی سرمایہ کاروں کی طرف سے فروخت کی گئی ایکویٹی کو جذب کر لیا (**جدول 6.8**)۔

[8] 2017ء میں بھارت کی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری رقوم میں کمی جنوبی ایشیا کی سرمایہ کاری میں تخفیف کی وجہ تھی (ماخذ: عالمی سرمایہ کاری رپورٹ 2018ء، یو این سی ٹی اے ڈی)

[9] چین کی مجموعی بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری مالی سال 16ء کے 244 ارب ڈالر سے کم ہو کر مالی سال 18ء میں 107 ارب ڈالر ہو گئی (ماخذ: ہیوور اینالیٹکس)

[10] حکومت نے دسمبر 2017ء میں بالترتیب 5.625 اور 6.875 فیصد منافع پر 1.5 ارب ڈالر مالیت کے یورو بانڈ اور 1.0 ارب ڈالر مالیت کے صکوک جاری کیے۔

اس کے برعکس، پاکستانی ایکویٹی مارکیٹ میں مالی سال 18ء کے دوران 288.6 ملین ڈالر کی خالص بیرونی فروخت ہوئی، جبکہ گذشتہ برس 652.1 ملین ڈالر کی خالص فروخت ہوئی تھی (**شکل 6.10**)۔ اگرچہ عالمی مالی منظرنامہ اس برس غیر یقینی صورت حال میں اضافے سے گزر رہا تھا، تاہم بیرونی سرمایہ کاری فرموں کے جُزدانوں کی تزویراتی ترتیب کے باعث نجی ایکویٹی سے متعلق اخراج گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہا۔

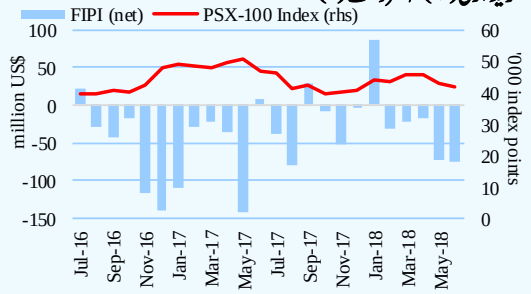
جدول 6.8: اہم ایشیائی ایکویٹی منڈیوں کی کارکردگی

منافع فیصد میں

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
چین	8.8	-10.8
پاکستان	23.2	-10.0
فلپائن	0.6	-8.2
ملائشیا	6.6	-4.1
بنگلہ دیش	26.5	-4.4
انڈونیشیا	16.2	-0.5
تھائی لینڈ	8.9	1.3
بھارت	14.5	14.6

ڈیٹا کا ماخذ: بلومبرگ

شکل 6.10: پاکستان کی ایکویٹی مارکیٹ میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کی خالص خریداری (+) / فروخت (-)



Data source: National Clearing Company of Pakistan Ltd. & Pakistan Stock Exchange

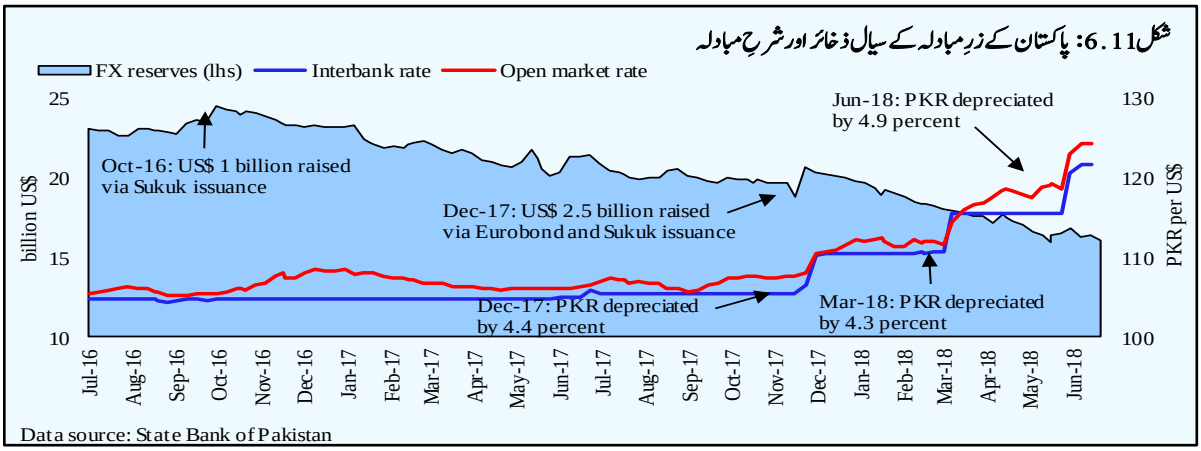
6.5 شرحِ مبادلہ اور ذخائر

پاکستان کے جاری کھاتے کا بگڑتا ہوا توازن مالی سال 18ء میں بھی ملکی زرِ مبادلہ کے ذخائر پر دباؤ ڈالتا رہا۔ جبکہ مالی سال 18ء کے دوران زرِ مبادلہ کے مجموعی سیال ذخائر 5.0 ارب ڈالر کم ہوگئے اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں بھی 13.7 فیصد کی کمی ہوئی۔ پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کی شرح مبادلہ میں تین اقساط میں ردوبدل کی گئی: دسمبر 2017ء میں 4.4 فیصد، مارچ 2018ء میں 4.3 فیصد، اور جون 2018ء میں 4.9 فیصد (**شکل 6.11**)۔[11]

درحقیقت، ستمبر 2016ء میں آئی ایم ایف کی توسیعی فنڈ سہولت کی تکمیل کے ایک ماہ بعد سے ملک کے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی شروع ہوگئی تھی۔ حتیٰ کہ دسمبر 2017ء میں یورو بانڈ اور صکوک کا اجرا بھی ذخائر میں اس کمی کے رجحان پر گرفت نہ کرسکا، کیونکہ ملک کی درآمدی ادائیگیوں کے بڑھنے کی رفتار برآمدات، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی وصولیوں سے زیادہ تھی۔

عالمی سطح پر ڈالر کی مضبوطی کے ساتھ زرِ مبادلہ کے ملکی ذخائر میں مسلسل کمی نے پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی منڈی کی توقعات کو تقویت دی۔ بین البینک منڈی میں مستحکم شرحِ مبادلہ کے باوجود کرب مارکیٹ ریٹ میں بار بار خاصا انحراف دیکھا گیا جس سے پاکستانی روپے پر بڑھتا ہوا دباؤ ظاہر ہوتا ہے (**شکل 6.11**)۔ اس کے نتیجے میں روپے کی قدر میں مرحلہ وار کمی ہوئی جس سے امکان ہے کہ روپے کی قدر میں مزید کمی کی توقعات پیدا ہوئیں۔

شکل 6.11: پاکستان کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر اور شرحِ مبادلہ

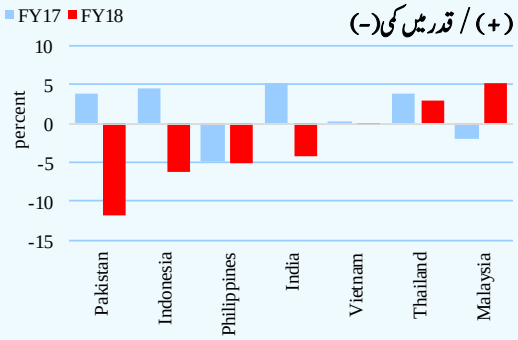


Data source: State Bank of Pakistan

[11] جولائی 2017ء کے ایک واقعے کے سوا، جب دورانِ ماہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر 0.5 فیصد کم ہوگئی۔

روپے کی کمزوری وسیع البنیاد تھی، کیونکہ مالی سال 18ء کے دوران دیگر عالمی کرنسیوں، جیسے یورو (منفی 15.5 فیصد)، برطانوی پونڈ (منفی 14.8 فیصد)، اور جاپانی ین (منفی 14.7 فیصد) کے مقابلے میں بھی روپے کی قدر میں کمی واقع ہوئی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء میں پاکستانی روپے کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ 11.0 فیصد کم ہوگئی، جو اہم ایشیائی کرنسیوں میں سب سے زیادہ ہے۔ سرمائے کے اخراج کی وجہ سے کچھ ایشیائی کرنسیاں، جیسے انڈونیشی روپیہ، فلپائنی پیسو، اور بھارتی روپیہ، اپنی قدر کھو بیٹھیں جبکہ دیگر جیسے ملائیشین رنگٹ اور تھائی بھات نے بہتر معاشی نمو کے سبب اپنی قدر میں اضافہ کرلیا (**شکل 6.12**)۔[12]

شکل 6.12: منتخب ایشیائی کرنسیوں کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ کی قدر میں اضافہ (+) / قدر میں کمی (-)



Data source: Haver Analytics

حالانکہ پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کی شرحِ مبادلہ میں مارکیٹ پر مبنی حالیہ ردوبدل پاکستان کی برآمدی مسابقت کے لیے خوش آئند ہے، تاہم زرِمبادلہ کے ذخائر میں مستقل کمی کسی بیرونی دھچکے کی صورت میں ملک کے توازنِ ادائیگی کے لیے شدید دشواری کا باعث بن سکتی ہے۔ ان حالات میں، ادائیگیوں کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ملک کو درکار زرِمبادلہ کے ذخائر کی مناسب سطح کا جائزہ لینا اہم ہے۔ **باکس 6.1** میں ترقی پذیر ممالک، بالخصوص پاکستان کے حوالے سے زرِمبادلہ کے ذخائر کی موزوں ترین سطح کے بارے میں مختصراً بحث کی گئی ہے۔

باکس 6.1: پاکستان میں زرِمبادلہ کی موزونیت کا جائزہ

گذشتہ ہزاریے کے اختتام پر مشرقی ایشیائی بحران نے زرِمبادلہ کے ذخائر کو موزوں سطح پر رکھنے کی اہمیت کو اجاگر کیا، تاہم 'موزوں سطح' کتنی ہونا چاہیے اس پر اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ روایتی طور پر، ذخائر کی ضروری سطح، جو کچھ مہینوں، مثلاً تین مہینے، کے درآمدی قرضے ادا کرسکے، موزوں سمجھی جاتی تھی۔ حال ہی میں درآمدات کی کوریج کے علاوہ قلیل مدتی ادائیگیوں کی ذمہ داریوں، جنھوں نے درحقیقت مشرقی ایشیائی بحران کو جنم دیا، زرِمبادلہ کی موزونیت کی حد کا اہم حصہ بن گئی ہیں۔

تاہم، محض تین مہینوں کے لیے درآمدات کا احاطہ اور قلیل مدتی قرضے کے 100 فیصد تک کی بنیاد پر زرِمبادلہ کی موزونیت کا حساب لگانا محدود اساس ہے جو کسی بیرونی دھچکے کی صورت میں ضروری سہارا فراہم کرنے میں اکثر ناکام ہوسکتی ہے۔

نتیجتاً، آئی ایم ایف (2011ء) نے زرِمبادلہ کی موزونیت کی مناسب سطح جانچنے کے لیے اے آر اے (زرِمبادلہ کی موزونیت کی جانچ) میٹرک کی بنیاد پر ایک متبادل طریقہ تجویز کیا۔ ان کا مرکب ماڈل بینک کے سرمائے پر ضوابطی شرائط کے طریقے سے استفادہ کرتا ہے، جس میں خطرے کے ممکنہ ذرائع کو اوزان تفویض کیے جاتے ہیں تاکہ بہ وزن خطرہ اثاثے حاصل ہوسکیں۔ چنانچہ، ان اوزان کو ایک میں جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

مزید برآں، انھوں نے خطرے کے حامل اثاثوں کے چار زمروں کی نشان دہی کی ہے جو زرِمبادلہ کے ذخائر پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ اثاثے کے زمرے یہ ہیں: (الف) برآمدی آمدنی کا ممکنہ خسارہ، (ب) ملکی اثاثے کا سیال ذخیرہ جو بطور بیرونی اثاثہ فروخت اور منتقل کیا جاسکے، (ج) قلیل مدتی قرض کے اجرائے ثانی کے خطرات، (د) تجزدانی اور طویل مدتی قرضے کے اخراج کا خطرہ۔

جدول 6.1.1: زرِمبادلہ کی موزونیت کا جائزہ (اے آر اے)۔ فیصد اوزان

شرحِ مبادلہ	قلیل مدتی قرضہ	دیگر واجبات	زرِ وسیع	برآمدات
معین	30	20	10	10
رواں	30	15	5	5

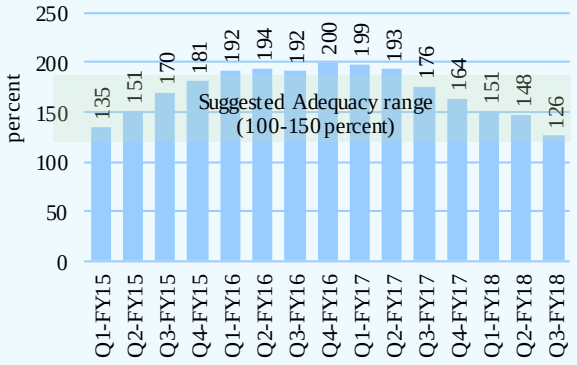
ڈیٹا کا ماخذ: آئی ایم ایف

بیرونی شعبے کے بحرانوں کے تاریخی تجربے کی بنیاد پر کسی مخصوص ملک کی شرحِ مبادلہ کے مطابق اوزان کا تعین کیا جاتا ہے (**جدول 6.1.1**)۔ معین شرحِ مبادلہ کے ساتھ کسی ملک کے لیے اے آر اے میٹرک کا تخمینہ یوں لگایا جائے گا:

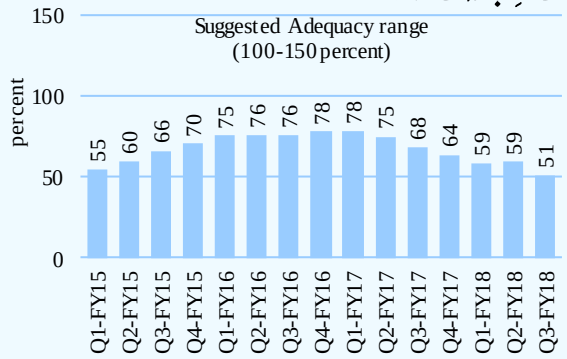
اے آر اے میٹرک = قلیل مدتی قرضہ (0.3) + دیگر واجبات (0.2) + زرِ وسیع (0.1) + اشیا و خدمات کی برآمدات (0.1)

[12] مالی سال 18ء کے دوران فیڈرل ریزرو بینک نے اپنی شرحِ سود میں تین بار اضافہ کیا: دسمبر 2017ء، مارچ اور جون 2018ء، جس کے نتیجے میں امریکی ڈالر کو مضبوطی ملی، بالخصوص مالی سال 18ء کی آخری سہ ماہی میں۔

شکل 6.1.1 ب: رواں شرح کے ساتھ زرِمبادلہ کی موزونیت جانچ اور پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائر



شکل 6.1.1 الف: معین شرح کے ساتھ زرِمبادلہ کی موزونیت جانچ اور پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائر



Data source: State Bank of Pakistan

آئی ایم ایف (2017ء) کے مطابق دسمبر 2016ء میں پاکستان کے ذخائر اے آر اے میٹرک کا محض 73.0 فیصد تھے یعنی 100 فیصد کی کم سے کم موزوں سطح سے نیچے۔ پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائر مالی سال 16ء تک اطمینان بخش سطح پر تھے۔ اس کے بعد سے درآمدات کی بڑھتی ہوئی طلب، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں سست روی اور پست برآمدی وصولیوں سے ملکی ذخائر پر دباؤ بڑھ گیا۔ اس کے نتیجے میں درآمدات کی کوریج کی اہلیت مارچ 2018ء کے اختتام پر تین مہینے سے کم ہوگئی جبکہ جون 2016ء کے اختتام پر یہ 5 مہینے سے زیادہ تھی۔ اسی مدت میں ذخائر تا اے آر اے میٹرک کا تناسب اختتام مارچ 2018ء پر کم ہو کر 51.0 فیصد ہو گیا جبکہ جون 2016ء کے اختتام پر یہ 78.0 فیصد تھا۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ اے آر اے اعداد کا حساب بیشتر شرحِ مبادلہ کے مفروضات پر انحصار کرتا ہے۔ آئی ایم ایف اے آر اے میٹرک تخمینے میں پاکستان کی شرحِ مبادلہ کو معین فرض کیا گیا ہے۔ تاہم ملکی شرحِ مبادلہ کو رواں فرض کرنے سے مارچ 2018ء کے اختتام پر زرِمبادلہ کے ذخائر اے آر اے میٹرک کے فیصدی لحاظ سے موزوں رینج میں آتے ہیں۔

حوالہ جات:

آئی ایم ایف (2011ء)، زرِمبادلہ کی موزونیت کا جائزہ، پالیسی پیپر، واشنگٹن ڈی سی آئی ایم ایف، [imf.org/external]

آئی ایم ایف (2017ء)، پاکستان: آرٹیکل 4 مشاورت، کنٹری رپورٹ نمبر 212/17، واشنگٹن ڈی سی آئی ایم ایف۔

6.6 تجارتی کھاتہ[13]

مالی سال 18ء میں پاکستان میں 37.6 ارب ڈالر کا ریکارڈ تجارتی خسارہ ہوا جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 15.7 فیصد زیادہ ہے۔ بڑھتی ہوئی درآمدات، جو تقریباً 61.0 ارب ڈالر کی حد کو پہنچ چکی ہیں، نے گذشتہ تین برس کے دوران مسلسل کمی کے بعد ہونے والی برآمدات میں وسیع البنیاد اور مقدار پر مبنی بحالی کا اثر زائل کر دیا۔ تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ دھاتوں اور منسلک مصنوعات پر مشتمل صنعتی خام مال کی مضبوط طلب درآمدات میں اس اضافے کی بنیادی وجہ تھی۔ نتیجتاً دورانِ سال ملک کا ادائیگیوں کا توازن شدید دباؤ کا شکار ہو گیا (**سیکشن 6.2**)۔

برآمدات

تین سال کے مسلسل زوال کے بعد مالی سال 18ء میں پاکستانی برآمدات 13.7 فیصد سے بڑھ کر 23.2 ارب ڈالر ہو گئیں؛ تاہم، مالیت کے لحاظ سے یہ اب بھی مالی سال 15ء میں درج کی گئی سطح سے کم تھیں۔ عالمی طلب کے سازگار تحرکات کے ساتھ پاکستان بالآخر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں شامل ہو گیا جنھوں نے اس مدت میں بھرپور برآمدی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا (**شکل 6.13**)۔

[13] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے فراہم کیے گئے کسٹمز اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات ادائیگی کے ریکارڈ کے تحت اس ڈیٹا سے مطابقت نہیں رکھتی جو سیکشن 6.1 میں دی گئی ہے۔ اعداد و شمار کے ان دو ڈیٹا سیریز کے فرق کو سمجھنے کے لیے براہِ کرم ضمیمہ اعداد و شمار کی توضیح ملاحظہ فرمائیے۔

بلند اور پست قدر اضافی دونوں کاٹیکسٹائل اشیا کی برآمدات میں غالب حصہ رہا، تاہم غیر روایتی اشیا جیسے سمندری غذا اور پٹرولیم مصنوعات میں بھی اضافہ ہوا۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ پاکستانی برآمدات کے فروغ میں بلند مقدار نے غالب کردار ادا کیا، کیونکہ کچھ کلیدی اشیا، جیسے شکر، گندم اور سوتی کپڑوں کی اکائی قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں پست تھیں (**جدول 6.9**)۔

جدول 6.9: پاکستان کی اہم برآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
غذائی گروپ	3,711	4,798	1,087	-	-
باسمتی چاول	453	582	129	89	40
غیر باسمتی	1,153	1,454	300	182	119
گندم	1	236	235	311	-75
چینی	161	508	347	609	-262
سمندری غذا	394	451	57	106	-49
ٹیکسٹائل گروپ	12,451	13,521	1,070	-	-
خام کپاس	44	58	15	17	-2
سوتی دھاگہ	1,244	1,372	128	181	-53
سوتی کپڑا	2,136	2,204	67	334	-267
نٹ ویئر	2,362	2,711	350	34	315
بستر کی چادریں	2,138	2,261	123	116	7
تولیے	801	797	-3	25	-28
تیار ملبوسات	2,319	2,577	258	95	164
پیٹرولیم گروپ	189	394	204	-	-
خام تیل	77	190	113	76	38
پیٹرولیم مصنوعات	71	148	77	51	26
دیگر اشیا ساز گروپ	3,097	3,399	303	-	-
چمڑا	346	330	-15	43	-58
چمڑے کی مصنوعات	491	523	32	-	-
پلاسٹک	218	238	20	7	14
ادویات	214	195	-19	-19	0
سیمنٹ	238	223	-15	2	-17
مجموعی برآمدات	**20,422**	**23,212**	**2,790**	**2,584**	**-121**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

غذا

مالی سال 18ء کے دوران پاکستان کی غذائی برآمدات 29.3 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 4.8 ارب ڈالر ہوگئیں جس کی بڑی وجہ چاول، گندم اور شکر کی بحری ترسیلات میں اضافہ تھا۔ جبکہ عالمی طلب میں اضافے سے چاول کو تقویت ملی نیز حکومت کی اعلان کردہ خاصے زراعانت کے نتیجے میں شکر اور گندم کی برآمدات میں مضبوط نمو ہوئی۔

درحقیقت، شکر کی برآمدی مقدار میں 1.5 ملین میٹرک ٹن کی ریکارڈ بلندی تک پہنچی، کیونکہ برآمد کنندگان نے 2.0 ملین میٹرک ٹن کوٹے کے بڑے حصے سے استفادہ کیا جس پر حکومت نے زراعانت کا اعلان کیا تھا۔[14] اسی طرح، گندم کی برآمدی مقدار تاریخ کی دوسری بلند ترین سطح تک پہنچ گئی، کیونکہ حکومت نے اس کی برآمد پر 120 تا 159 ڈالر فی میٹرک ٹن[15] کے بھاری زراعانت کی اجازت دی تھی؛ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کی وجہ سے گندم کی برآمدات بڑھ کر 236.3 ملین ڈالر ہوگئیں۔[16]

اسی دوران، ایشیا اور افریقہ کے چاول استعمال کرنے والے اہم ممالک کی بڑھتی ہوئی طلب کے باعث مسلسل تین برس کمی کے بعد مالی سال 18ء میں چاول کی برآمدات 26.7 فیصد کے ٹھوس سال بسال اضافے سے بڑھ کر 2.0 ارب ڈالر ہوگئیں۔[17] باسمتی اور غیر باسمتی دونوں اقسام کے چاول کی زرِمبادلہ وصولیوں میں دوہندسی نمو ہوئی، کیونکہ پاکستانی برآمد کنندگان کے ساتھ ساتھ بھارت، تھائی لینڈ اور ویتنام جیسے مسابقت کاروں نے بھی بلند عالمی قیمتوں کے ساتھ مضبوط بیرونی طلب سے فائدہ اٹھایا (**شکل 6.14**)۔

[14] گنے کی کچل کاری میں تاخیر اور ملکی چینی کی پیداوار میں ہونے والی کمی کے باوجود گذشتہ برس کی ریکارڈ پیداوار کے باعث ملک میں اس کا وافر ذخیرہ موجود تھا (باب 2)۔ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے حکومت نے نومبر 2017ء میں 0.5 ملین میٹرک ٹن چینی کی برآمد کی منظوری دی جس پر 97 ڈالر فی ٹن تک زراعانت دی گئی۔ بعد میں برآمدی کوٹے کو 2.0 ملین میٹرک ٹن تک بڑھادیا گیا۔

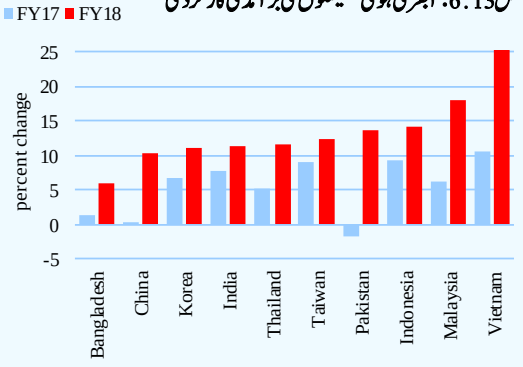
[15] ماخذ: قومی وزارت برائے غذائی تحفظ و تحقیق، نوٹیفکیشن بتاریخ 3 جنوری 2018ء۔

[16] مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں گندم کی عالمی قیمتیں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی سے اوسطاً 8.8 فیصد زائد تھیں۔

[17] عالمی طلب کے سازگار تحرکات کے ساتھ ساتھ چاول کی بلند ملکی پیداوار سے بھی چاول کی پراسیسنگ کی ملکی ملوں کو اپنے پلانٹس میں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب ملی۔ مالی سال 18ء میں ان ملوں کے معین سرمایہ کاری قرضوں میں 28.0 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔

پاکستانی باسمتی کی برآمدات کے لحاظ سے مقدار میں اضافے کی وجہ زیادہ تر دسمبر 2017ء کے بعد سے یورپی ممالک جیسے برطانیہ، بیلجیئم، اٹلی اور اسپین کی جانب سے بلند طلب تھی۔ بعض کیڑے مار ادویات کے بہت زیادہ استعمال کے باعث بھارتی باسمتی چاول پر یورپی یونین کی جانب سے پابندی کے بعد پاکستانی برآمد کنندگان نے اس نفع بخش منڈی میں اپنی موجودگی میں نمایاں اضافہ کیا۔[18]

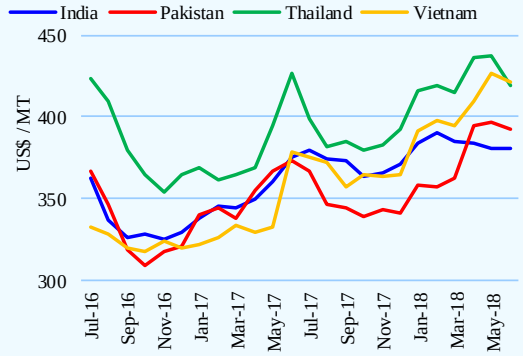
شکل 6.13: ابھرتی ہوئی معیشتوں کی برآمدی کارکردگی



Data source: Haver Analytics

تاہم بھارتی برآمد کنندگان نے (دسمبر کے بعد سے) یورپی منڈی تک رسائی سے ہونے والے نقصان کے ازالے کے لیے ایران اور سعودی عرب جیسی چاول کی کچھ بڑی منڈیوں تک اپنی رسائی بڑھائی۔ اگرچہ پاکستان نے بھی اس سال سعودی عرب کو اور زیادہ باسمتی چاول برآمد کیے تھے لیکن ایران کو اس کی بحری ترسیلات میں تیزی سے کمی آئی اور صنعتی ذرائع کا کہنا ہے کہ اس میں بینکاری سے متعلق رکاوٹوں نے اہم کردار ادا کیا۔ پاکستانی برآمد کنندگان کے مطابق انھیں ایسے مقامی بینک تلاش کرنے میں دشواری کا سامنا تھا جو اپنے ایرانی ہم منصبوں سے لین دین کے لیے تیار ہوں۔ دوسری جانب بھارتی برآمد کنندگان کو ایسے مسائل درپیش نہیں تھے۔[19]

شکل 6.14: اہم پیداکاروں کے لیے چاول کی برآمدی قیمتیں



Data source: Food and Agriculture Organisation

اسی دوران افریقی ممالک جیسے مڈغاسکر، بینن اور سینیگال سے مضبوط طلب کی وجہ سے مالی سال 18ء میں غیر باسمتی چاول کی برآمدات میں مقداری لحاظ سے 15.8 فیصد اضافہ ہوا۔ خام مال کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے افریقی ممالک ٹوٹا اور دھان (چاول) جیسی اقسام کے بڑے درآمد کنندگان ہیں۔ نتیجتاً ان ممالک نے تھائی لینڈ، بھارت اور پاکستان کی چاول کی برآمدات کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔[20]

ان ممالک کے علاوہ، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا سے بھی غیر باسمتی چاول کی طلب میں اضافہ برقرار رہا۔ بنگلہ دیش میں بھاری بارشوں کے بعد 2017ء میں ملکی پیداوار میں کمی نے بلند مقدار میں درآمدات کو ضروری بنادیا، جبکہ انڈونیشیا کی جانب سے طلب میں اضافہ عالمی قیمتوں کے مستحکم ہونے کی وجہ سے ان کے چاول کے تزویراتی ذخیرے کو بڑھانے کی ملکی کوششوں کا عکاس تھا۔

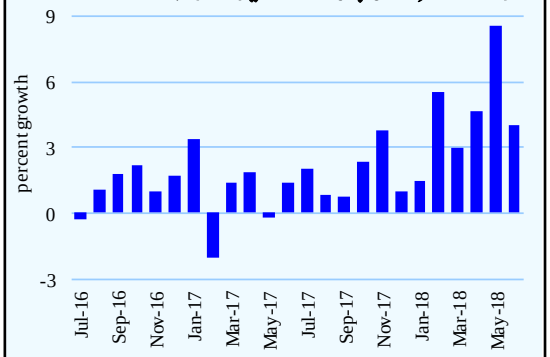
[18] یورپی یونین کی جانب سے بھارتی باسمتی چاول پر پابندی عائد کیے جانے کے بارے میں تفصیل کے لیے دیکھیے، سیکشن 5.5، باب 5، پاکستانی معیشت کی کیفیت، بینک دولت پاکستان کی تیسری سہ ماہی رپورٹ، مالی سال 18ء۔

[19] انڈیا کے روایتی طور پر ایران سے مضبوط تجارتی روابط رہے ہیں۔ ایران پر پابندیوں کے سابقہ دور میں بھارت نے اس شرط پر امریکہ سے اپنے لیے استثنا لے لیا تھا کہ وہ بتدریج ایران سے تیل کی درآمدات کم کردے گا۔ ابتدائی طور پر بھارت ایران سے اپنی درآمدات کے 55.0 فیصد کی یورو میں ادائیگی کے لیے ایک ترکی بینک کو استعمال کرتا تھا؛ باقی ماندہ 45 فیصد بھارتی روپے میں بھارت میں قائم ایرانی اکاؤنٹ میں جمع کروائے جاتے تھے۔ جب 2013ء میں پابندیوں میں سختی کی گئی تو بھارت کی تمام درآمدات کی ادائیگی بھارتی روپے میں ایران کے بھارتی روپے کے اکاؤنٹ میں جمع کروائی جاتی تھیں۔ ایران اس اکاؤنٹ کو بھارت سے اپنی درآمدات کی ادائیگی کے لیے استعمال کرتا تھا جو بیشتر غذائی اشیا جیسے چاول اور چینی میں مرتکز تھیں۔

[20] مثال کے طور پر، بینن کی جانب سے چاول کی درآمدی مقدار میں 2013ء تا 2017ء کے دوران 40.6 فیصد اضافہ ہوا۔ درحقیقت، 2017ء میں بینن دنیا کا تیسرا سب سے بڑا درآمد کنندہ تھا؛ اس نے دورانِ سال بیرونِ ملک سے 2.0 ملین میٹرک ٹن دھان کی خریداری کی۔ ایک اور افریقی ملک، موزمبیق مذکورہ سال میں چاول کا سب سے بڑا درآمد کنندہ تھا (ماخذ: عالمی تجارتی مرکز)۔

پھر بھی چاول کی برآمدات کا منظر نامہ کسی قدر غیر یقینی دکھائی دیتا ہے۔ توقع ہے کہ ملکی پیداوار میں بحالی سے بنگلہ دیش کی جانب سے چاول کی درآمدی طلب میں کمی متوقع ہے۔ اسی طرح، انڈونیشیا کا چاول خریدنے کا جنون بھی کم ہوتا نظر آرہا ہے کیونکہ ملک مارچ 2019ء تک کی چاول کی کھپت کے لیے ذخیرہ جمع کر چکا ہے۔[21]

شکل 6.15: امریکہ میں لباس اور متعلقہ اشیا کی ریٹیل فروخت

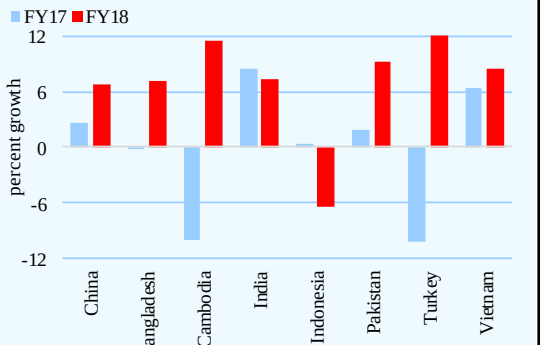


Data source: US Census Bureau

ٹیکسٹائل

پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات مالی سال 17ء میں کمزور کارکردگی کا مظاہرہ کرنے کے بعد مالی سال 18ء میں 8.6 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 13.5 ارب ڈالر ہو گئیں۔ تقریباً تمام ہی مصنوعات کے زمروں نے گذشتہ سال کے مقابلے میں بلند زرِ مبادلہ کمایا، جس میں قیمتوں کے مقابلے میں مقداروں کا کردار زیادہ غالب رہا۔

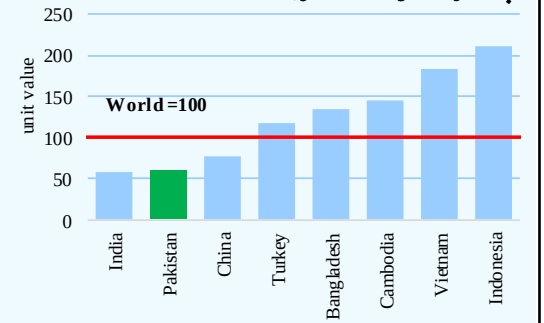
شکل 6.16: امریکہ برآمد کی جانے والی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مقدار



Data source: OTEXA

اہم ترقی یافتہ معیشتوں کی جانب سے تیار ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مصنوعات کی بلند طلب نے ان کی برآمدات میں اضافے میں اپنا کردار ادا کیا (**شکل 6.15**)۔ بلند قدرِ اضافی کی حامل اشیا کے برآمد کنندگان نے اس میں سے کچھ طلب کو براہِ راست پورا کیا جبکہ پست قدرِ اضافی کی حامل اشیا، جیسے دھاگے اور کپڑے کے تیار کنندگان نے زیادہ تر خام مال چین، ویتنام اور بنگلہ دیش جیسے ممالک کو فراہم کیا، جو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی قدری زنجیر میں نمایاں ہیں۔ امریکہ میں، پاکستان نے ملبوسات کے دیگر اہم برآمد کنندگان کے ساتھ مل کر ملک کی مضبوط صارفی طلب سے فائدہ اٹھایا (**شکل 6.16**)۔

شکل 6.17: مالی سال 18ء میں منتخب معیشتوں کی جانب سے امریکہ بھیجی جانے والی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کا موازنہ



Data source: OTEXA and SBP calculations

امریکہ میں ٹیکسٹائل برآمدات کی بحالی حوصلہ افزا ہے، تاہم یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ گذشتہ تین برس سے امریکہ کو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی درآمدات میں پاکستان کا حصہ تقریباً 0.7 فیصد کے ساتھ جمود کا شکار ہے۔ مزید برآں، امریکہ میں ریٹیل اسٹورز کو ملبوسات کی ترسیل کرنے والے بڑے ٹھیکیداروں سے معاہدوں کی مربوط کوششوں کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ پاکستانی برآمد کنندگان سوتی اشیا کے بجائے بلند ارتکاز والے انسانی ساختہ مصنوعی ریشوں کے استعمال سے اپنی مصنوعات کے خاکے کو متنوع بنائیں، جن کی ترقی یافتہ معیشتوں میں بہت زیادہ طلب موجود ہے۔[22] تاحال، پاکستانی ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات اپنی سُوتی نوعیت کی وجہ سے اپنے حریفوں کے مقابلے میں بہت کم اکائی قیمتیں حاصل کر رہی ہیں (**شکل 6.17**)۔

[21] ماخذ: انڈونیشیا بیورو آف لا جسٹکس، پریس ریلیز بتاریخ 3 اگست 2018ء۔ مالی سال 18ء میں پاکستان نے انڈونیشیا کو 336387 میٹرک ٹن چاول برآمد کیے جو گذشتہ سال سے 183.2 فیصد زیادہ تھے۔ قدری لحاظ سے اس برس انڈونیشیا کو برآمد کیے گئے چاول سے 138.8 ملین ڈالر کے زرِ مبادلہ کی آمدنی ہوئی جو گذشتہ برس کی 38.2 ملین ڈالر کی آمدنی سے بہت زیادہ تھی۔

[22] اسٹیٹ بینک نے پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں اپنی سہ ماہی اور سالانہ مطبوعات میں کئی بار اس مسئلے کو اجاگر کیا ہے، حال ہی میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی رپورٹ میں ایک خصوصی سیکشن بعنوان "برآمدات کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کلیدی اہمیت کی حامل ہے" کے ذریعے۔

یورپی یونین میں پاکستانی برآمد کنندگان ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل کے زمروں میں اپنا حصہ بڑھانے میں کامیاب رہے۔ جبکہ اسی مدت میں چین کی جانب سے اس زمرے میں بتدریج پسپائی سے دیگر ممالک کے لیے جگہ بن گئی، بالخصوص وہ ممالک جو یورپی منڈی میں محدود (رعایتی) رسائی رکھتے تھے ، جیسے پاکستان اور بنگلہ دیش (**جدول 6.10 الف، ب**)۔ نتیجتاً، پاکستانی ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا، جسے جی ایس پی پلس حیثیت اور مالی سال 18ء میں یورو کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اوسطاً 13.0 فیصد کی کمی سے تقویت حاصل ہوئی۔

جدول 6.10 الف: اہم ممالک سے یورپ کی کپڑوں کی درآمدات

فیصد

	مقداری نمو		قدری نمو		مقدار میں حصہ	
	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
چین	1.4	-1.5	-4.9	2.8	37.9	35.7
بنگلہ دیش	4.7	10.6	4.8	10.8	23.5	24.8
بھارت	2.9	-0.3	-2.9	6.4	5.6	5.3
کمبوڈیا	6.8	15.9	6.5	15.8	4.2	4.7
پاکستان	8.6	11.2	7.4	12.7	4.4	4.7
ترکی	-3.4	3.9	-5.5	12.4	8.9	8.8
ویتنام	2.9	13.3	3.4	10.9	2.8	3.1
کُل	**2.1**	**4.7**	**-1.1**	**8.8**	**-**	**-**

ڈیٹا کا ماخذ: یوروسٹیٹ

جدول 6.10 ب: اہم ممالک سے یورپ کی گھریلو ٹیکسٹائل کی درآمدات

فیصد

	مقداری نمو		قدری نمو		مقدار میں حصہ	
	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
چین	6.8	7.2	1.2	8.5	39.7	39.8
بنگلہ دیش	5.8	14.8	6.6	19.8	4.2	4.6
بھارت	7.0	13.3	2.6	17.2	14.7	15.6
کمبوڈیا	17.8	36.7	14.8	32.4	0.2	0.2
پاکستان	5.6	6.8	5.7	12.1	14.4	14.4
ترکی	0.6	-2.5	-1.8	6.5	9.4	8.6
ویتنام	6.0	10.6	7.2	13.1	2.8	2.9
کُل	**5.6**	**7.0**	**1.9**	**10.6**	**-**	**-**

ڈیٹا کا ماخذ: یوروسٹیٹ

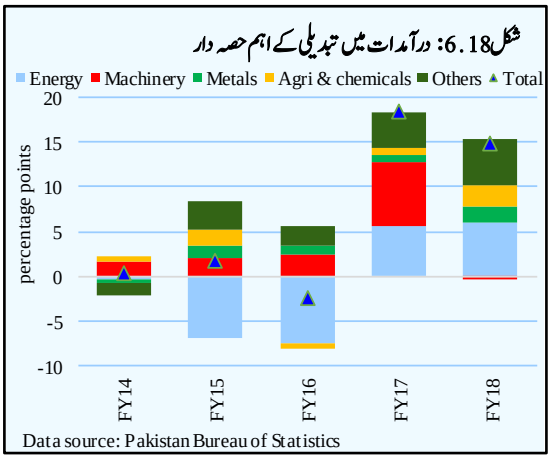
دیگر برآمدات

دیگر اہم زمروں میں مالی سال 18ء میں سمندری غذائی اشیا میں ریکارڈ برآمدات ہوئیں جن سے 451.0 ملین ڈالر کا زرِ مبادلہ حاصل ہوا۔ گو خام سمندری غذائی اشیا، جیسے کیکڑے، جھینگے، لابسٹر اور سیپ کی بحری ترسیلات میں نمایاں اضافہ ہوا، تاہم نیم تیار مصنوعات، جیسے مچھلی کے قتلوں، میں بھی اس برس اضافہ دیکھا گیا۔ پاکستانی سمندری غذائی اشیا کی اہم منڈیوں میں چین، کوریا، تھائی لینڈ، ویتنام، اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔

سیمنٹ کی برآمدی مقدار میں مالی سال 18ء کے دوران 1.0 فیصد سال بسال نمو ہوئی جس سے اس شعبے میں مسلسل چار برسوں سے جاری کمی اپنے اختتام کو پہنچی۔ جنوبی خطے میں مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی کے دوران اضافی پیداواری گنجائش کے باعث فاضل سیمنٹ کی دستیابی سے کچھ فرموں کو دور کی برآمدی منڈیوں کو برآمدات کی ترغیب ملی، جن میں افریقی ممالک شامل ہیں۔

اسی مدت میں، افغانستان کے ساتھ سرحدوں کی نگرانی میں سختی آنے سے سیمنٹ کی تجارت جزوی طور پر رسمی ذرائع کی جانب منتقل ہوئی۔ کسٹم کے اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 18ء کے دوران پاکستانی سیمنٹ کی افغانستان کو برآمدی مقدار میں بلند ترین سال بسال اضافہ ہوا۔ یہ اور اس کے ساتھ ساتھ افریقی ممالک (بالخصوص جنوبی افریقہ اور موزمبیق) کو بحری ترسیلات میں مضبوط بحالی نے اس برس بھارت اور سری لنکا کی برآمدات میں کمی کا اثر زائل کر دیا۔ مالی سال 18ء میں سرحدی کشیدگی کی وجہ

شکل 6.18: درآمدات میں تبدیلی کے اہم حصہ دار



Data source: Pakistan Bureau of Statistics

سے بھارت کے ساتھ سیمنٹ کی تجارت متاثر ہوئی اور مالی سال 17ء کے 26.3 فیصد اضافے کے بعد اس برس ترسیلات میں 3.2 فیصد کی سال بسال کمی آئی۔[23]

آگے چل کر افغانستان کو سیمنٹ کی برآمدات میں اضافے کا رجحان برقرار رہنے کی توقع ہے، کیونکہ امریکہ کی جانب سے مالی پابندیوں کے دوبارہ عائد کیے جانے کے بعد ایران کی طرف سے اس ملک کو برآمدات پر دباؤ بڑھ سکتا ہے جو افغانستان کو رسد فراہم کرنے والا ایک اہم ملک ہے۔

جدول 6.11: پاکستان کی اہم درآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
توانائی گروپ	**10,923**	**14,430**	**3,507**		
پیٹرولیم مصنوعات	6,838	7,476	638	-764	1,402
خام تیل	2,547	4,229	1,682	744	938
ایل این جی	1,313	2,454	1,141	799	342
مشینری گروپ	**11,755**	**11,562**	**-193**		
بجلی کی تیاری	3,034	2,663	-371		
الیکٹریکل	2,322	2,184	-137		
ٹیلی کام	1,352	1,532	181		
موبائلز	710	764	56		
دیگر مشینیں	3,355	3,670	315		
ٹرانسپورٹ گروپ	**3,327**	**4,388**	**1,061**		
گاڑیاں	1,091	1,264	173		
ٹرک اور بسیں	569	640	71		
ہوائی جہاز اور بحری جہاز	525	1,142	617		
غذائی گروپ	**6,143**	**6,184**	**41**		
چائے	524	552	28	-35	63
پام آئل	1,905	2,040	135	173	-38
دالیں	952	535	-418	-340	-78
ٹیکسٹائل گروپ	**3,358**	**3,664**	**306**		
خام کپاس	810	1,078	268	148	120
مصنوعی ریشہ	635	664	29	8	21
اجگری اور کیمیکل	**7,583**	**8,918**	**1,335**		
کھادیں	641	833	192	168	24
پلاسٹک کا سامان	1,919	2,347	428	408	20
دیگر کیمیکلز	3,889	4,492	603		
دھاتی گروپ	**4,412**	**5,357**	**945**		
لوہے اور فولاد کا اسکریپ	1,121	1,584	463	273	190
لوہا اور فولاد	2,121	2,440	319	246	74
مجموعی درآمدات	**52,910**	**60,795**	**7,885**	**2,234**	**2,941**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

درآمدات

مالی سال 18ء کے دوران پاکستانی درآمدات 60.8 ارب ڈالر کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئیں، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 14.9 فیصد زائد ہے۔ تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں اس کی اہم وجہ تھیں، کیونکہ اس کے نتیجے میں توانائی کی درآمدات میں بھاری اضافہ ہوگیا، جس نے مشینری کی درآمدات میں کمی کے اثر کو مکمل طور پر زائل کردیا (**جدول 6.11**)۔ یہ گذشتہ برس سے مختلف صورت حال ہے جب غیر تیل درآمدات، بالخصوص مشینری، مجموعی درآمدات میں سال بسال نمو کی وجہ بنی تھی (**شکل 6.18**)۔

اسی دوران یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ملک اب بھی ہر سال سینکڑوں صارفی اشیا درآمد کرتا ہے۔ یہ درآمدات لازمی توانائی اور سرمایہ جاتی اشیا کی درآمدات کی مالکاری کے لیے دستیاب زرِ مبادلہ کی مقدار کو کم کردیتی ہیں۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک نے غیر ضروری درآمدات کی حوصلہ شکنی کے لیے ریگولیٹری ڈیوٹی بڑھانے اور 100 فیصد نقد مارجن کی شرائط لاگو کرنے جیسے ضوابطی اقدامات کیے ہیں۔ کچھ صورتوں، جیسے شیمپو اور برقی پنکھوں، میں ان اقدامات سے فائدہ پہنچا، جیسا کہ **جدول 6.12** میں دیا گیا ہے۔ تاہم، دیگر اشیا کی درآمدات، بالخصوص گاڑیوں میں اضافہ جاری رہا، جس سے پتا چلتا ہے کہ نقد کے مارجن اور ریگولیٹری ڈیوٹی جیسے اقدامات سے سے مطلوبہ نتائج کا حصول مشکل ہے۔

توانائی کی درآمدات

مالی سال 18ء میں پاکستان کا توانائی کا درآمدی بل 32.1 فیصد کے ساتھ بڑھ کر 14.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا، جس کی بنیادی وجہ تیل کی عالمی قیمتوں میں نمایاں اضافہ تھا۔ دراصل، بلند قیمتیں نہ صرف خام تیل کے درآمدی بل میں اضافے پر منتج ہوئیں بلکہ اس نے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں سال بسال کمی کا اثر بھی زائل کردیا۔

[23] ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن۔

اس کے علاوہ، تیل کی بلند قیمتوں کی وجہ سے، مالی سال 18ء میں پاکستان کی مجموعی درآمدات میں 23.7 فیصد حصے کے ساتھ توانائی گروپ سب سے نمایاں زمرے کے طور پر ابھرا۔

اہم بات یہ ہے کہ گذشتہ پانچ برسوں کی 5.6 فیصد نمو کے مقابلے میں مالی سال 18ء میں خام تیل کی درآمدی مقدار میں 29.2 فیصد کا مضبوط اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ ایک مقامی ریفائنری کی بلند طلب کا عکاس ہے جس نے مالی سال 18ء میں اپنی استعداد میں توسیع کو مکمل کیا۔ اس بلند برآمدی مقدار کے ساتھ تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے خام تیل کی درآمدات قدری لحاظ سے 66.0 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 4.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔

تیل کمپنیز کی مشاورتی کمیٹی (او سی اے سی) کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 18ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں 11.9 فیصد کمی آئی؛ اس سے بنیادی طور پر فرنس آئل کی درآمدات میں 33.1 فیصد کی بھاری کمی کی عکاسی ہوتی ہے (**جدول 6.13**)۔ مقامی پیداوار میں اضافے کے علاوہ، بجلی پیدا کرنے کے عمل کو فرنس آئل سے ایل این جی اور کوئلے کی طرف منتقلی کے حکومتی پالیسی فیصلے نے بھی فرنس آئل کی درآمدات کم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔[24]

مالی سال 18ء کے دوران 3561 میگاواٹ کی مجموعی نصب شدہ استعداد کے حامل ایل این جی پر مبنی بجلی کے تین منصوبوں نے نیشنل گرڈ کے ساتھ کام کا آغاز کر دیا۔ مزید برآں، دورانِ سال 2563 میگاواٹ کی نصب شدہ استعداد کے حامل کوئلے سے چلنے والے منصوبوں نے بھی اپنے آپریشنز کا آغاز کر دیا۔[25] اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء میں بجلی کی پیداوار میں گیس اور کوئلے کا حصہ بڑھ کر بالترتیب 35 اور 10 فیصد ہو گیا، جبکہ مالی سال 14ء کے دوران ان کا حصہ 10 فیصد اور بہت معمولی مقدار میں تھا۔ حسبِ توقع ان منصوبوں کی تکمیل سے ان دونوں ایندھنوں کی طلب اضافہ بڑھ گئی اور ایل این جی کی درآمدی مقدار مالی سال 18ء کے دوران 60.9 فیصد سے بڑھ گئی،[26] جبکہ اسی مدت میں بیرونِ ملک سے کوئلے کی خریداری میں دوگنا سے زیادہ اضافہ ہوا۔[27]

جدول 6.12: منتخب صارفی اشیا کی درآمدات

ملین ڈالر

	مالی سال 16ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
غذائی اشیا			
کوکا اور کوکا کی اشیا	33.2	33.9	37.0
پاستا/بریڈ/کیک/بسکٹ	13.8	15.0	18.9
مکھن اور پنیر	12.1	15.8	16.7
مچھلی اور سمندری غذا	15.3	20.4	15.7
تازہ سیب اور ناشپاتیاں	33.0	36.0	32.8
چائے اور کافی	517.1	528.4	556.9
پھلوں کے رس	13.4	16.7	11.9
الیکٹرانک اشیا			
لیپ ٹاپ، کمپیوٹرز اور متعلقہ اشیا	212.7	402.2	379.0
ایل سی ڈی ٹی ویز	62.8	74.9	81.6
سیلولر فون	753.7	709.7	761.7
ایئر فون اور لاؤڈ اسپیکرز	15.6	22.7	26.6
ایئر کنڈیشنرز (بشمول پارٹس)	132.1	194.4	184.6
فریج/فریزرز (بشمول پارٹس)	81.5	98.4	112.2
برقی پنکھے	18.5	36.0	14.5
بلب اور لیمپس	109.6	97.0	121.8
سم کارڈز	16.6	13.2	15.7
ذاتی نگہداشت کی اشیا			
پرفیومز اور کولون	8.1	6.3	6.3
میک اپ کی اشیا اور تیاری	23.3	27.5	30.0
بالوں کا سنگھار (بشمول شیمپوز)	43.3	46.6	29.6
آفٹر شیو، ڈیوڈرنٹ، ہاتھ سالٹ	11.3	11.7	12.4
صابن اور واشنگ ڈٹرجنٹ	34.5	32.2	27.2
کُل	**2,161.5**	**2,439.0**	**2,382.9**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[24] مالی سال 18ء کے دوران ملکی فرنس آئل کی پیداوار میں 8.2 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی۔

[25] ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے برائے 18-2017ء۔

[26] درآمد کی گئی 60 فیصد سے زائد ایل این جی توانائی کے شعبے میں استعمال کی گئی ہے (ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے برائے 18-2017ء)

[27] دورانِ سال ملکی سیمنٹ کی پیداوار میں 11.1 فیصد اضافے کے نتیجے میں کوئلے کی درآمدات میں تیزی آئی۔ کوئلے کو سیمنٹ سازی میں خام مال کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

فرنس آئل کے علاوہ پیٹرول کی درآمدی مقدار میں بھی اس سال سست روی دکھائی دی۔ فرنس آئل کی طرح اس ایندھن کی ملکی پیداوار میں بھی مالی سال 18ء کے دوران 18.7 فیصد کا اضافہ ہوا جس نے اس کی درآمدی طلب کو کم کر دیا۔ مزید برآں، تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کو ملکی ریٹیل قیمتوں تک منتقل کرنے کے حکومتی فیصلے کے نتیجے میں اس ایندھن کی فروخت میں نمو رُک گئی جس نے اس کی درآمدات کی طلب کو مزید کم کر دیا (**شکل 6.19**)۔

مشینری

مالی سال 18ء میں پاکستانی مشینری کی درآمدات 1.6 فیصد کی سال بسال کمی سے 11.6 ارب ڈالر ہو گئیں۔ یہ کمی بجلی کی پیداوار اور برقی مشینری پر مرتکز تھی جو اس کی کم ہوتی ہوئی طلب کی عکاس تھی کیونکہ پہلے لگائے گئے سی پیک کے بجلی کی پیداوار کے منصوبے تکمیل کی جانب گامزن تھے۔ وہ اہم مشینری اشیا جن کی درآمدات میں اس برس کمی آئی وہ یہ تھیں: گیس اور بھاپ کے ٹربائن (اور ان کے پرزے)، سیمی کنڈکٹر اور دوبرقیرے (ڈائیوڈ)، وغیرہ۔

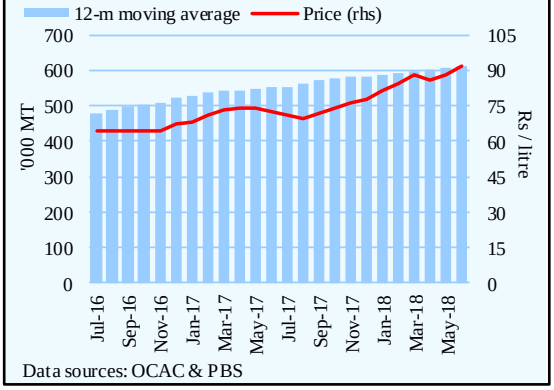
جدول 6.13: پاکستان کی توانائی کی درآمدات کی مقدار

	مقدار (ملین ٹن)			نمو (فیصد)	
	مالی سال 16ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
ہائی اسپیڈ ڈیزل	3.1	3.9	3.8	26.2	-1.1
فرنس آئل	6.0	6.6	4.4	10.4	-33.1
پیٹرول	4.2	4.9	5.1	16.5	4.9
دیگر	0.1	0.1	0.3	0.2	118.2
مجموعی مصنوعات*	13.4	15.5	13.7	15.9	-11.9
خام تیل*	8.5	8.7	10.5	2.5	20.1
ایل این جی**	1.2	3.7	5.9	195.9	60.9

*ڈیٹا کا ماخذ: آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل

**پاکستان دفتر شماریات

شکل 6.19: ملکی پیٹرول کی خرید و فروخت



Data sources: OCAC & PBS

ملک میں سیل فون صارفین کی تعداد میں اضافے کے ساتھ ٹیلی کام شعبے میں سیل فونز کے ساتھ ساتھ منسلکہ نیٹ ورک آلات، جیسے آواز اور تصویر کی ترسیل اور منتقلی کی مشینوں، وغیرہ پر مشتمل درآمدت میں 13.4 فیصد اضافہ ہو گیا۔[28] کسٹم ڈیوٹی کی وصولی اور سو فیصد نقدی مارجن کے باوجود مالی سال 18ء میں سیلولر فون کی درآمدات 7.7 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 764.2 ملین ڈالر ہو گئیں۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ درآمد شدہ سیل فونز کی کسٹم ڈیوٹی پر حسبِ مالیت کسٹم ڈیوٹی عائد کرنے کے بجائے حکومت نے قیمت سے قطع نظر ہر موبائل سیٹ پر 250 روپے کی یکساں ڈیوٹی عائد کر دی۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران درآمد شدہ سیٹس کی مالیت میں 28.7 فیصد کمی ہوئی لیکن اس کی قدر مزید بڑھ گئی۔ اس کی ایک ممکنہ وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ صارفین تیزی سے جدید خصوصیات سے مزین اسمارٹ فونز لے رہے ہیں جو سادہ موبائل فون کے مقابلے میں زیادہ مہنگے ہوتے ہیں، اور ان کی قیمتوں میں 250 روپے کے معمولی اضافے سے ان کی خریداری کی ترجیحات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔[29]

غذا

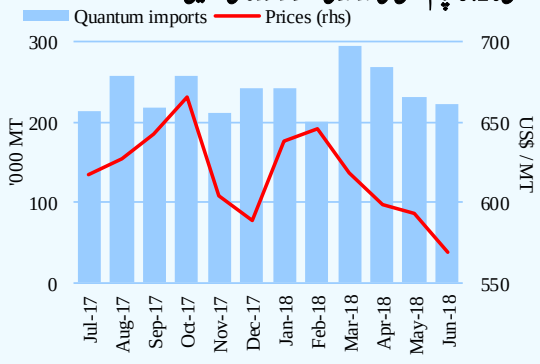
مالی سال 18ء کے دوران غذا کی درآمدات عملاً 6.2 ارب ڈالر پر جامد رہیں، کیونکہ دالوں کی خریداری میں کمی کے اثر کو پام اور سویابین تیل کی درآمدات میں اضافے نے زائل کر دیا۔ پام اور سویابین آئل کی درآمدی مقداریں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں بلند رہیں جو اس وقت ان کی عالمی قیمتوں کے رجحان کی عکاس تھیں۔ تاہم، ستمبر 2017ء میں پام آئل کی قیمتیں بلند سطح پر تھیں اور جون 2018ء میں یہ اپنی بلند ترین قیمت سے 8.8 فیصد کم ہو گئیں۔ عالمی قیمتوں میں سازگار رجحان کے ساتھ پاکستانی

[28] جون 2018ء کے اختتام پر سیل فون سبسکرائبرز کی مجموعی تعداد 7.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 150.2 ملین ہو گئی جبکہ جون 2017ء کے اختتام پر یہ 139.8 ملین تھی (ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی)

[29] اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ملک میں کم قیمت سیل فونز کا بڑا حصہ اب غیر رسمی ذرائع سے آرہا ہے، جس میں کھیپی بھی شامل ہیں۔

روپے کی قدر میں غیر یقینی صورتِ حال کے باعث ملکی خوردنی تیل سازوں کو خام مال ذخیرہ کرنے کی ترغیب ملی۔ نتیجتاً، مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں پام آئل کی درآمدی مقدار میں 5.0 فیصد اضافہ ہوگیا، جبکہ اسی دوران اس کی درآمدی قدر میں 5.6 فیصد کمی ہوگئی (**شکل 6.20**)۔

شکل 6.20: پام آئل کی درآمدی مقدار اور عالمی قیمتیں



Data source: Pakistan Bureau of Statistics & Bloomberg

اسی مدت میں خوردنی تیل کی صنعت میں بڑھتی ہوئی مسابقت کے ساتھ ساتھ صحت بخش غذا کے حوالے سے صارفین کی آگاہی بڑھنے سے تیل کی ملوں نے سویابین، کنولا اور سورج مکھی کے تیل کی مصنوعات اور بیجوں کی جانب توجہ مرکوز کر دی ہے۔[30] سویابین کے تیل کی درآمدی مقدار گو کہ پام آئل کے مقابلے میں پست تھی تاہم مالی سال 18ء میں ان میں 70.3 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا۔

دالوں کی درآمدی مقدار گذشتہ دو برسوں کی مسلسل 1.2 ملین میٹرک ٹن کی سطح عبور کرنے کے بعد رواں برس کے دوران 0.8 ملین میٹرک ٹن کی معمول کی سطح پر آگئیں۔ بچ جانے والے ذخیرے کی وافر ملکی دستیابی (عملاً جامد ملکی پیداوار کے دوران) سے نہ صرف درآمدی طلب پست ہوگئی بلکہ اس بنیادی جنس کی اوسط ملکی قیمتوں میں بھی دوہندسی کمی آگئی۔

جدول 6.14: ٹرانسپورٹ درآمدات کا تجزیہ

ملین ڈالرز	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مطلق تبدیلی
ہوائی جہاز، بحری جہاز اور کشتیاں	**525**	**1,146**	**621**
ٹینکرز		276	276
ہوائی جہاز (مکمل)	8	87	78
ہوائی جہاز (پارٹس)	51	61	10
بحری جہاز (توڑ پھوڑ کے لیے)	395	706	311
گاڑیاں	**1,091**	**1,264**	**173**
مکمل ساختہ اکائیاں	432	455	24
الگ الگ پرزے	660	809	149
پارٹس	**500**	**604**	**104**
بسیں اور ٹرک	**569**	**640**	**71**
مکمل ساختہ اکائیاں	316	242	-74
الگ الگ پرزے	252	398	146
ٹرانسپورٹ کا دیگر سامان	**287**	**350**	**62**
موٹر سائیکلیں	**96**	**112**	**16**
دیگر	**259**	**277**	**18**
ٹرانسپورٹ گروپ	**3,327**	**4,388**	**1,061**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ٹرانسپورٹ

مالی سال 18ء میں پاکستان کی ٹرانسپورٹ درآمدات 31.9 فیصد اضافے سے بڑھ کر 4.4 ارب ڈالر ہوگئیں۔ سال بسال اضافے میں تقریباً نصف حصہ طیاروں، بحری جہازوں اور کشتیوں کی درآمدات کا تھا (**جدول 6.14**)۔ بحری جہاز کی درآمدات میں اضافہ فولاد کی صنعت میں اسکریپ کی طلب میں اضافے کی عکاس تھا، کیونکہ مالی سال 18ء میں فولاد کی ملکی پیداوار میں 22.2 فیصد سال بسال نمو ہوئی۔ پرانے بحری جہاز توڑنے کے لیے گڈانی شپ بریکنگ یارڈ پر درآمد کیے گئے تاکہ فولاد کی صنعت کے لیے اسکریپ حاصل کیا جاسکے۔ ملک نے سنگاپور، جنوبی کوریا اور متحدہ عرب امارات سے 706.1 ملین ڈالر مالیت کے بحری جہاز اور کشتیاں درآمد کیں، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں 78.6 فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

بحری جہازوں کے علاوہ، طیاروں (پرزوں اور مکمل ہوائی جہاز دونوں) کی درآمدات میں بھی نمایاں اضافہ ہوا اور وہ اس برس بڑھ کر 147.5 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ نجی شعبے کے مختلف اداروں نے پاکستان کے ہوابازی کے شعبے میں داخل ہونے کے لیے باقاعدہ سرکاری ٹرانسپورٹ (آر پی ٹی) کے لائسنس حاصل کیے۔ ادارے کے پاس کم سے کم تین ہوائی جہازوں (مسافر بردار، خواہ لیز پر یا ملکیتی بنیاد پر) کا موجود ہونا اس

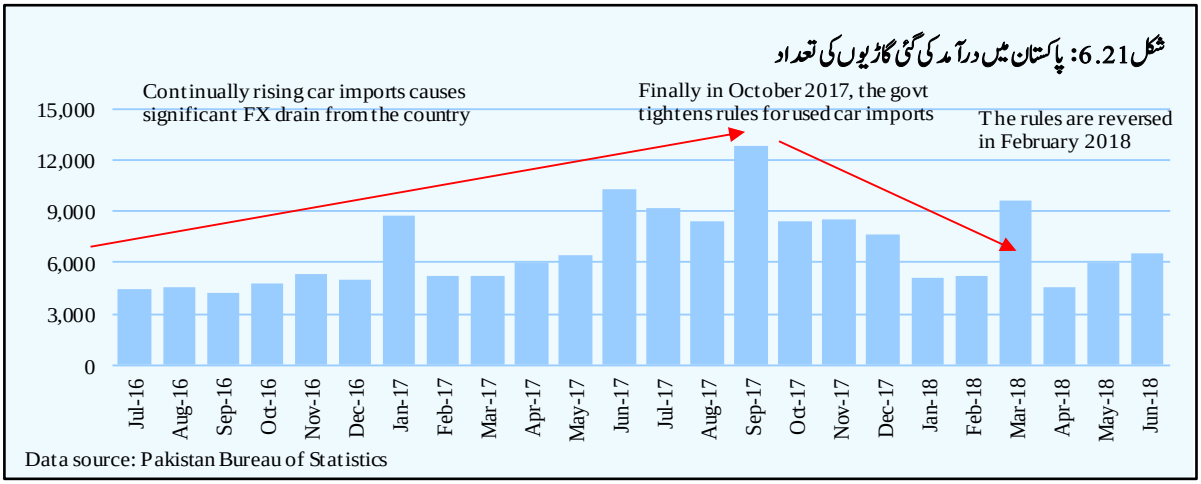
[30] سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن پاکستان کے پاس رجسٹرڈ خوردنی تیل کی ملوں (خوردنی تیل، نباتی گھی اور بناسپتی، وغیرہ بنانے والی) کی تعداد جون 2018ء کے اختتام پر بڑھ کر 473 ہوگئی جبکہ جون 2017ء کے اختتام پر ان کی تعداد 458 تھی۔

لائسنس کو حاصل کرنے کی شرائط میں سے ایک ہے۔[31] مالی سال 18ء میں کم سے کم ایک نئی ایئرلائن نے ملک میں اپنے آپریشنز کا آغاز کر دیا، اور آگے چل کر توقع ہے کہ دیگر بھی اس شعبے میں شمولیت اختیار کریں گی۔

اسی دوران، مالی سال 18ء میں ٹرانسپورٹ کی درآمدات بڑھانے میں دوسرا بڑا حصہ گاڑیوں کا تھا۔ صارفین اور سواری کی خدمات فراہم کرنے والے اداروں کی جانب سے 600 تا 1000 سی سی والی کم ایندھن استعمال کرنے والی گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی طلب سے مکمل ساختہ اکائیوں اور الگ الگ پرزوں کی درآمدات کو مہمیز ملی۔ مقامی طور پر پُرزے جوڑ کر بنائی گئی 1000 سی سی گاڑی کی پیداوار کے آغاز سے بھی الگ الگ پرزوں کی درآمدات میں اضافہ ہو گیا۔

یہ ایک دل چسپ امر ہے کہ حکومت نے کسٹم ڈیوٹی فریم ورک میں دی گئی رعایتوں میں کمی کر کے اکتوبر 2017ء میں مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات کو محدود کرنے کی کوشش کی۔ بالخصوص، تمام استعداد کے انجنوں والی استعمال شدہ گاڑیوں کو بیگیج اور دیگر اسکیموں کے ذریعے بھیجنے یا حاصل کرنے والے پاکستانی شہریوں کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنی درآمدات کے لیے کسٹم ڈیوٹی لازماً زرِمبادلہ میں ادا کریں۔[32] گاڑیاں بھیجنے والوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ پاکستان میں اپنے یا اپنے کسی اہلِ خانہ کے بینک اکاؤنٹ میں کسٹم ڈیوٹی بھیجے اور یہ کہ یہ زرِمبادلہ پاکستانی روپے میں منتقل ہونے اور کسٹم ڈیوٹی کے مساوی ادا شدہ رقم کی بینکاری دستاویزات فراہم کریں۔ دستاویزات کا مکمل ریکارڈ فراہم کرنے کی شرط نے ان گاڑیوں کی درآمدات میں ادائیگی کے لیے روپے کی غیر قانونی منتقلی (مثلاً ہنڈی، حوالہ وغیرہ) کے استعمال کو روک دیا تھا اور اس طرح غیر رسمی طریقے سے زرِمبادلہ کی مقدار ملک سے باہر جانے کو محدود کیا تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اقدامات مؤثر ثابت ہوئے۔ **شکل 6.21** ظاہر کرتی ہے کہ اکتوبر 2017ء سے فروری 2018ء کے دوران مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات میں نمایاں سست روی آئی۔ تاہم، فروری 2018ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی کی جانب سے یہ فیصلہ واپس لینے کے باعث مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات بحال ہو گئیں۔

شکل 6.21: پاکستان میں درآمد کی گئی گاڑیوں کی تعداد



دھاتیں

مالی سال 18ء میں دھاتوں کے گروپ کی درآمدات 21.4 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 5.4 ارب ڈالر ہو گئیں، بنیادی طور پر اس کی وجہ تیار لوہے اور فولاد کی مصنوعات اور اسکریپ کی بلند درآمدات تھیں۔ مثالی اعتبار سے، پاکستان جیسی ایک ترقی پذیر معیشت کے لیے تیار مصنوعات کی درآمدات کے برخلاف اسکریپ کی درآمدات میں

[31] ماخذ: سول ایوی ایشن اتھارٹی (https://www.caapakistan.com.pk/AT/AT-LC-RPT.aspx)

[32] اکتوبر 2017ء سے پہلے یہ اصول محض 1800 سی سی اور زائد نیز 4X4 والی نئی گاڑیوں کی درآمد پر لاگو تھا۔ حکومت نے ایس آر او نمبر 1067(I) / 2017ء کے تحت اکتوبر 2017ء میں اس اصول میں ترمیم کی اور یہ شرط عائد کی کہ اب یہ اصول "نئی / استعمال شدہ تمام گاڑیوں" پر لاگو ہو گا۔ تاہم، فروری 2018ء میں حکومت نے ایس آر او 261(I) / 2018ء کے ذریعے اکتوبر 2017ء میں متعارف کروائی گئی تبدیلیاں واپس لے لیں۔

اضافہ فولاد کی ایک مضبوط صنعت کی موجودگی ظاہر کرتا ہے جو اس انتہائی اہم صنعتی خام مال کے لیے ملکی شعبے کی طلب پوری کرنے کی اہل ہے۔ مالی سال 18ء میں پاکستان کی اسکریپ کی درآمدی مقدار 24.4 فیصد اضافے کے ساتھ اس کی تاریخی طور پر بلند سطح پر پہنچ گئی۔[33] اس کے نتیجے میں ملکی فولاد کی پیداوار میں 22.2 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی 21.3 فیصد نمو سے کہیں زیادہ تھی۔

اسی مدت میں، مقامی طور پر تیار کی گئی فولادی مصنوعات کا معیار بھی کچھ صنعتوں، جو ان اشیا کو خام مال کے طور پر استعمال کر رہی تھیں، کے لیے تشویش کا باعث رہا۔ بالخصوص گاڑیوں کی صنعت میں۔[34] چونکہ ملک میں نئی اور مزید نفیس گاڑیوں کے پُرزے جوڑے جا رہے ہیں لہٰذا فولاد کی اعلیٰ معیار کی مصنوعات کے لیے گاڑی سازوں کی طلب میں اضافہ ہوا، اور اس طلب کا بیشتر حصہ درآمدات سے پورا کیا گیا۔ مالی سال 18ء میں ان اشیا (جیسے پرنٹڈ اور وارنش کی گئی فولاد کی چادروں) کی درآمدات میں گذشتہ برس کے مقابلے میں نمایاں اضافہ ہوا۔[35]

[33] درحقیقت 2017ء میں پاکستان دنیا کا 28واں فولاد ساز بن چکا تھا جبکہ اس سے ایک سال پہلے یہ 36ویں نمبر پر تھا (ماخذ: ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن)۔

[34] دنیا میں بنائی جانے والی تقریباً 60 فیصد گاڑیوں کا ڈھانچہ جدید ترین بلند قوت کے حامل فولاد سے بنایا جاتا ہے (ماخذ: ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن)۔

[35] مالی سال 18ء میں دھاتی گروپ کی درآمدی ادائیگیوں میں اس مخصوص نوعیت کی فولادی چادریں سال بسال اضافے میں 7ویں بلند ترین حصہ دار ہیں۔